Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE
بیش بہا
حمیرا خان

بیش بہا

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

از قلم حمیرا خان

All Rights Reserved

Copyright: Humera Khan (Author)

Published by: Safar-e-Adab

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

khanumaira@safareadab.com

adab@safareadab.com

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ضروری بات

بیش بہا کے تمام جملہ حقوق لکھاری "حمیرا خان" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہوگی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔

اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

انتساب

میں بیش بہا کو ہر جدوجہد کرنے والے طالب علم اور ہر ناامید فرد کے نام کرتی ہوں۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

پیش لفظ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

شروع کرتی ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

بیش بہا' میری دوسری تحریر ہے اور یہ کوئی لو اسٹوری نہیں ہے۔ یہ ایک مختلف عنوان پر لکھی گئی کہانی ہے۔ یہ کہانی' ہے ان طالب علم کے لئے جو میڈیکل میں ایڈمیشن کے لئے جدوجہد کرتے ہیں لیکن مایوسی انکے ہاتھ آتی ہے۔ یہ کہانی ہے ان لوگوں کے لئے جو محبت میں ہار کر خود کو برباد کر بیٹھتے ہیں۔ یہ کہانی ان مایوس اور ناامید لوگوں کو انکی اہمیت بتانے کے لئے ہے۔ میں نے اس تحریر کے ذریعے ان کو حوصلہ دینے کی کوشش کی ہے۔ میں نہیں جانتی کہ لوگ اسے پسند کریں گے یا نہیں۔ یا شاید کچھ لوگوں کو یہ سمجھ بھی نہ آئے۔ لیکن جو اس چیز سے گزر چکے ہیں انہیں بخوبی سمجھ آجائے گی۔

ہر لکھاری کی طرح میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ لوگ میری تحریر کو پڑھیں اور سمجھیں۔ اسکا کچھ حصہ حقیقت پر مبنی ہے۔ میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ میں ان ناامیدوں کی امید پر پورا اتروں۔

آپ کی لکھاری

رات کے اس تیسرے پہر میں نائٹ بلب کی مدھم روشنی میں اسکا پسینے سے تر چہرہ دمک رہا تھا۔ گھنی پلکیں لرز رہی تھی، تنفس بھاری ہو رہا تھا، ہونٹ کپکپا رہے تھے اور آنکھوں سے متواتر آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ نفی میں گردن ہلا رہی تھی۔ پھر اسنے آنکھ کھول کر گردن موڑ کر اپنے ارد گرد دیکھنا چاہا تو قریب ہی اسے ایک وجود کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اسنے ہاتھ بڑھا کر اسے محسوس کرنے کی کوشش کی مگر ندارد۔۔!

اسکے جسم کے اعضاء حرکت کرنے سے انکاری تھے۔ اسے اپنے سینے پر کچھ بھاری سا محسوس ہو رہا تھا۔ اسنے بولنے کے لئے لب کھولے مگر الفاظ حلق میں ہی پھنس گئے تھے۔ اسنے اٹھنے کی ہزار ناممکن کوشش کی جو وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے کر رہی تھی۔ کیسی بے بسی تھی یہ۔؟ اسکے چہرے پر حد درجہ خوف تھا، ناجانے یہ کونسا رخ تھا اسکی زندگی کا۔۔!

اسے آج پہلی مرتبہ sleep paralysis ہوا تھا جس سے وہ انجان تھی۔

بہت دیر کی تگ و دو کے بعد آخر کار اسنے ہار مان لی اور آنکھیں موند گئی۔ رخسار پر اب بھی آنسوؤں کے نشان واضح تھے، جو رات کے اس دہشت زدہ واقعے کی نشاندہی کر رہے تھے۔

اسی طرح رات گزر گئی، اور سورج نے اپنا زور چلایا تو ہر جگہ اجالا پھیل گیا۔ آنکھوں پر پڑتی روشنی اور تپش محسوس کر کے اسنے اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی مگر سورج کی کرن کی بدولت آنکھیں چندھیا گئی۔

دونوں ہاتھ کی ہتھیلیوں سے اس نے آنکھ مسلی اور آنکھیں چھوٹی کرتے نظریں ادھر ادھر دوڑاتے آس پاس کے ماحول کو دیکھا جو شناسا تھا، لیکن جیسے ہی اسکی نظر گھڑی پر پڑی اسکے چودہ طبق روشن ہو چکے تھے۔

Safar-e-Adab
BEING THE SI...

اسنے کمبل پھینک کر اپنے قریب لیٹے وجود کو جھنجھوڑا۔

"صفان۔۔صفان۔" وہ اسکے کان کے قریب پوری قوت سے چیخ رہی تھی۔

مقابل وجود ہڑبڑا کر اٹھ گیا اور موجودہ وقت کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔

"کیا ہوا آپی؟ اسطرح چیخ کیوں رہی ہیں؟" وہ اپنی آنکھ مسلتے اس سے پوچھنے لگا۔

"صفان کے بچے سات بج چکے ہیں۔ اسکول کے لئے لیٹ ہو چکے ہو تم۔" وہ آنکھیں پھاڑتے چیخ چیخ کر اسے یاد دلا رہی تھی۔

مقابل نے اسکی بات سن کر گہری سانس خارج کی۔

"بھلکڑ انسان، آج سنڈے ہے۔" اپنا ماتھا پیٹتے اسنے پھر سے بستر کی راہ لی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

صفان کی بات سن کر واشروم کی جانب بڑھتے اسکے قدم تھمے اور اگلے سیکنڈ تک وہ موبائل ہاتھ میں لے چکی تھی اور جیسے ہی موبائل کی اسکرین پر اسنے آج کا دن دیکھا، ایک دم سے اسکا منہ لٹک گیا۔

"اف۔۔ساری نیند کا ستیاناس ہو گیا صفان۔" وہ معصومیت سے آڑا ترچھا منہ بناتے دھپ سے بستر پر آکر بیٹھ گئی۔

"اب ایک لفظ نا بولنا منہ سے تم۔ میں سونے کی کوشش کر رہا ہوں۔" کمبل منہ پر لپیٹے اسنے اطلاع دی۔

"ہونہہ۔ تمہیں سونے کی کوشش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اگلے دو سیکنڈ میں تم خراٹے بھر رہے ہوگے۔" اسنے اسکے سر پر چپت لگائی۔

"آپی سونے دو اب۔" شدید اکتائی ہوئی آواز میں کہا۔

"سو جاؤ آلسی انسان۔" کہہ کر اسنے بستر پر سے اٹھ کر کچن کی راہ لی۔

نیند تو اسے آرہی تھی لیکن سونے کا جی نہیں چاہ رہا تھا، کیونکہ اسکی نیند ایسی ہی ہوا کرتی تھی بے سکون اور غیر آرام دہ!

انسان اس مشینی زندگی میں ساری سوچوں اور فکروں سے آزاد اور پر سکون صرف سوتے وقت نیند میں ہی ہوتا ہے۔ اور اگر کسی انسان کو سوتے وقت بھی سکون میسر نا ہو تو پھر کیسی نیند اور کیسا سکون!

چائے بناتے وقت ایک بار پھر اسکے ذہن میں رات کا واقعہ گردش کرنے لگا، ایک کپکپی سی اسکے وجود پر طاری ہوگئی۔ پتا نہیں یہ سب اسکا وہم تھا یا کوئی آسیب یا پھر کچھ اور! اسنے سوچا کہ وہ گوگل پر سرچ کرے گی۔

یہی سوچتے ہوئے وہ چائے کپ میں نکالتے ٹرے میں رکھتے باہر آکر لان میں بیٹھ گئی اور چائے کا کپ ہونٹوں سے لگایا۔ رات والا واقعہ ایک بار پھر دماغ میں ابھرا، پھر یک دم ہی اسے جھٹکا لگا اور چائے کا کپ اسکے ہاتھوں سے چھوٹ کر زمین بوس ہوگیا۔ اسکے چہرے پر خوف تھا، ہیزل آنکھوں میں بے یقینی تھی، ان واقعات سے جو اسکے ساتھ ہو رہے تھے۔

کپ وہیں چھوڑ کر اسنے اپنا رخ اندر کی طرف کیا اور لیپ ٹاپ پر سرچ کرنے لگی۔ معلومات کی ایک لمبی فہرست اسکی نظروں کے سامنے تھی۔ اسنے پڑھنا شروع کیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

سائنس کے مطابق یہ حالت sleep paralysis کی نشاندہی کرتی ہے۔ جس میں آپکو suffocation ہوتی ہے اور سینے پر کچھ بھاری سا محسوس ہوتا ہے۔ لیکن اسلام کے مطابق ایک جن جوال- قبوس نام سے جانا جاتا ہے، وہ آپ پر نیند کے دوران حملہ کرتا ہے۔ جسکی وجہ سے آپ سینے پر بھاری وزن محسوس کرتے ہیں۔ اس وجہ سے سانس لینے میں بھی مشکل پیش آتی ہے، جسم کے کوئی بھی اعضاء حرکت نہیں کرپاتے۔ اسلئے خوف کچھ اور بڑھ جاتا ہے۔ جب یہ جن چلا جاتا ہے تو اچانک آپ ہلکا محسوس کرتے ہیں اور پھر آپ بول بھی پاتے ہیں اور جسم کی اعضاء بھی استعمال کرپاتے ہیں۔

یہ پڑھتے ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ جن اور حملہ، اسکا دماغ ماؤف ہونے لگا تھا۔ پھر بھی اسنے آگے پڑھنا جاری رکھا۔

اس سے بچنے کے لئے مختلف تدابیر دی گئی تھی۔ جو کچھ اسطرح تھی۔

وضو کی حالت میں سونا۔

سونے سے پہلے ساری فرض نمازیں ادا کی ہوں۔

آیتہ الکرسی پڑھ کر سوئیں۔

تین قل پڑھ کر سوئیں۔

سیدھی کروٹ پر سوئیں۔

اور بھی اسطرح کی مختلف تدابیر دی تھی۔ لیکن النازکی ہمت جواب دے چکی تھی۔ اسنے لیپ ٹاپ بند کردیا اور سر نیچے کو گرالیا۔ پتا نہیں یہ صحیح تھا یا غلط؟

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

لیکن پھر بھی تدابیر اسنے ذہن نشین کرلیں۔ اور ٹھان لیا کہ آج سے یہ ساری چیزیں کرنے کے بعد ہی سوئے گی۔

"دوسروں کی بیٹیاں ہوتی ہیں، پورا گھر سنبھالا ہوا ہوتا ہے ان لوگوں نے اور ایک تم لوگ ہو۔" درمیانی عمر کی وہ عورت اس وقت سارا غصہ بیلن پر زور لگا کر روٹیوں پر نکال رہی تھیں۔

"امی کبھی تو سکون سے کام کرلیا کریں۔ ایک چھٹی کا دن ہوتا ہے، وہ بھی آپ طعنے مار مار کر خراب کردیتی ہیں۔" قریب سترہ اٹھارہ سالہ لڑکی نے ہانک لگائی۔

"بیٹے سنڈے کو تم لوگوں کی چھٹی ہوتی ہے، ہمارا کام اور بڑھ جاتا ہے، تم لوگ جو گھر پر ہوتے ہو۔" وہ شدید اکتائے ہوئے لہجے میں دانت پیستے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"یاہو، یاہو، یاہو۔۔" چیخنے کی آواز انکے کانوں میں پڑی تو وہ اپنا بیلن اٹھا کر کچن سے باہر نکل آئیں۔

"سنڈے نہیں ہوگیا، کوئی عذاب نازل ہوگیا ہے اس گھر میں۔" شدید غصیلے لہجے میں انہوں نے اپنی تینوں بیٹیوں کو ڈانٹا۔

اپنی ماں کو بیلن کے ساتھ دیکھ کر ان تینوں کا خون خشک ہوگیا، تینوں اپنی اپنی جگہ چپ چاپ کھڑی ہوگئیں۔ زبان کو مانو قفل لگ گیا تھا۔

"تمیز نام کی کوئی چیز تم لوگوں کو پتا بھی ہے یا نہیں۔ پڑوس میں اور بھی لوگ رہتے ہیں۔ سامنے ہی فراز بھائی کی بھی پانچ بیٹیاں ہیں، انکی کبھی آواز سنی ہے تم لوگوں نے؟" ان تینوں کی گردن خود بخود نفی میں ہل گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نہیں سنانا۔ لیکن تم لوگوں کی آواز پورا محلہ سنتا ہے۔ مگر نہیں تم لوگوں نے تو ماں باپ کی بے عزتی کروانے کی قسم کھا رکھی ہے۔" انکا غصہ سوا نیزے پر پہنچ چکا تھا۔

"کیسی باتیں کر رہی ہیں امی آپ۔ ہم نے ایسی کوئی قسم نہیں کھائی۔" جیزہ کے منہ سے پھسلا۔

باقی دونوں نے برق رفتاری سے گردن موڑ کر منمناتے ہوئے جیزہ کو دیکھا۔ جو جلتی پہ تیل ڈالنے کا کام کر رہی تھی۔

اتنا بولنا تھا کہ وہ بیلن لے کر اسکے سر پر پہنچ چکی تھیں۔

"تو اب کھالو قسم۔ نہیں کھائی ہے تو۔" وہ خود پر ضبط کئے اسے کہہ رہی تھیں۔

"امی پلیز۔ میں آج کپڑے بھی دھولوں گی، پلیز بخش دیجئے میری ماتا رانی۔" اسنے معصومیت سے منمناتے ہاتھ جوڑے ان سے کہا۔

اسکی بات سن کر انکے تنے ہوئے نقوش کچھ ڈھیلے پڑے۔

"اور تم دونوں مہارانیوں کا کیا؟" اب وہ ان دونوں کا رخ کر کے کھڑی تھیں۔

"امی ایشال جھاڑو پوچھا کر لے گی، اور میں کپڑے سکھا دوں گی۔" وانیہ نے سیکنڈ میں کام کا پلان تیار کیا۔

ایشال نے جھٹکے سے اسے دیکھا جیسے پوچھ رہی ہو یہ کب طے ہوا تھا؟

"شاباش!! سب کام پہ لگ جاؤ۔" یہ کہتے ان تینوں کو گھورتے ہوئے انہوں نے واپس کچن کی راہ لی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

دس منٹ بعد گھر کا ماحول یہ تھا کہ جیزہ واشنگ مشین کے قریب کھڑی اپنا سر کھپا رہی تھی۔ ایشال جھاڑو ہاتھ میں لئے دوپٹہ کمر پہ باندھے کونے کونے سے کچروں کا ڈھیر نکال رہی تھی، جو ان لوگوں کے ہی ہفتہ بھر کا جمع ہوا کچرا تھا۔ چپس کے پیکٹ، پارسل کی تھیلیاں جو وہ اپنی امی سے چھپا کر کبھی الماری تو کبھی صوفے کے پیچھے رکھتے تھے۔

اور وانیہ کپڑوں کی بالٹی اٹھائے بالکونی میں کھڑی تھی۔

"امی کو بہانا چاہیے ہوتا ہے ہمیں ڈانٹنے کا، تاکہ سارے کام ہم اپنے ذمہ لے لیں۔ بھئی کام کروانا ہی ہے تو صاف صاف ہمیں کہہ دیا کریں، ہم کر لیں گے۔" جیزہ کی زبان میں ایک بار پھر کھجلی ہوئی۔

"جیزہ۔۔ابھی سفید کپڑے رہتے ہیں۔ کیا تم انہیں بھی دھونا چاہتی ہو؟" اسکی اماں کی آواز کچن سے آئی تو جیزہ نے دونوں ہاتھ کانوں کو لگا کر توبہ کی اور چپ چاپ کام کرنے لگ گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

آواز اب بھی آ رہی تھی انکے گھر سے لیکن اب آوازوں کا ذریعہ مختلف تھا۔ اب واشنگ مشین، جھاڑو اور چولہے پہ رکھے پریشر کوکر کی سیٹی کی آواز آ رہی تھی۔

یہ تھا خان ہاؤس کا منظر جو یقیناً بہت ہی دلچسپ تھا۔

اس گھر میں کل پانچ مکین آباد تھے۔ توصیف خان، انکی بیوی تمینہ بیگم اور انکی تین بیٹیاں!

جیزہ توصیف خان۔

وانیہ توصیف خان۔

اور ایشال توصیف خان!

یہ ایک سڑک کا منظر تھا جس کے چاروں اطراف دکانیں تھی۔ کچھ کپڑوں کی، کچھ کھانے پینے کی چیزوں کی، کچھ کتابوں کی اسی طرح اور بہت سی چیزوں کی۔ یہ سب دکانیں چھوٹی مگر جدید طرز کی بنی ہوئی تھی، جو خریداروں اپنی جانب متوجہ کرنے میں کامیاب ہوتی تھی۔ اطراف میں درخت یا کسی بھی قسم کے پیڑ پودے نا ہونے کے برابر تھے۔ یہ کسی شہر کا منظر معلوم ہوتا تھا۔

درمیان میں ایک راستہ جاتا تھا جس پر گاڑیوں کی بھرمار تھی۔ سڑک کے کنارے پر کچھ لوگ بھی چل رہے تھے۔ جن میں سے دو لڑکیاں ایک دوسرے کے بہت قریب چل رہی تھیں اور آپس میں گفتگو کر رہی تھی۔

"دن بدن سب کچھ مشکل ہوتا جارہا ہے۔" جیزہ نے اس ہیزل آنکھوں والی لڑکی سے کہا۔ وہ دونوں اس وقت اکیڈمی سے نکل کر اس سڑک پر چل رہی تھیں۔

"پتا نہیں کونسا منحوس دن تھا، جب ہم دونوں نے NEET دینے کا سوچا تھا یار جیزہ۔" اس سے کہہ رہی تھی۔

"قسم سے مجھے بھی یہی لگتا ہے۔" اس نے اسکی ہاں میں ہاں ملائی۔

دونوں کے چہروں پر اضطراب تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

انٹری ٹیسٹ (NEET) ہندوستان میں لیا جانے والا ایک ایسا ٹیسٹ تھا جو ہندوستانی بچوں کو میڈیکل کالج میں ایڈمیشن کے لئے شرط ہوتا ہے۔ اگر آپ یہ انٹری ٹیسٹ کلیئر کر لیتے ہیں تب ہی آپ کو گورنمنٹ میڈیکل سیٹ ملتی ہے اور تبھی آپکا ڈاکٹر بننے کا خواب پورا ہو سکتا ہے۔ ورنہ پھر کروڑوں روپیہ بھر کے پرائیویٹ سے میڈیکل کرنا جو مڈل کلاس بچوں کے لئے ناممکن سی بات ہے۔

یہ انٹری ٹیسٹ بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ ہر سال ہندوستان کے تقریباً اٹھارہ لاکھ بچے NEET کا امتحان دیتے ہیں، جس میں سے صرف دس ہزار میرٹ لانے والے بچوں کو ہی میڈیکل سیٹ ملتی ہے۔ اور باقی کے بچے یا تو پھر امید ہار کر بیٹھ جاتے ہیں یا کچھ بچے اگلے سال امتحان دینے کے لئے پھر سے تیاری کرتے ہیں۔

سالوں پڑھنے اور تیاری کرنے کے بعد آپکے پاس صرف تین گھنٹے ہوتے ہیں، اپنی محنت کو اس کاغذ کے صفحے پر اتارنے کے لئے۔ اور پھر وہ ایک صفحہ طے کرے گا کہ آپ ڈاکٹر بننے کے قابل ہیں یا نہیں!

یہ تھا ہندوستان کا تعلیمی قانون جس کا نا کوئی سر تھا نا پیر۔

"میں تو سوچ رہی تھی کہ اگر ہم دونوں کی اس بار میرٹ نہیں آئی تو ہم کیا کریں گے؟" جیزہ نے پریشانی سے اس سے سوال کیا۔

"میں تو پوری محنت کر رہی ہوں، اگر پھر بھی میرٹ نہیں آئی نا تو میں نے تو گھر بیٹھ جانا ہے۔ اگر ڈاکٹر نہیں بنی تو اور کچھ نہیں پڑھنا مجھے۔" اسنے اپنا اٹل فیصلہ سنایا۔

"اف تم اور تمہاری اوور ایکٹنگ۔" جیزہ نے اسکی بات ہوا میں اڑائی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔ میں ایسا ہی کروں گی دیکھنا تم۔" اسنے جیسے چیلنج دیا۔

"اچھا اچھا میری ماں۔ مان لی تمہاری بات۔" جیزہ نے ہار مانی۔

چلتے چلتے وہ لوگ بس اسٹاپ تک پہنچ چکے تھے۔

"اب بس میں خوار ہو کر گھنٹہ لگا کر تو میں گھر پہنچوں گی۔ Too much struggle in my life." اسنے کوفت سے دور سے آتی بس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسی کا نام تو زندگی ہے مائے بیٹر ہاف۔" اسنے اسکے گلے میں بانہیں ڈالتے لاڈ سے کہا۔

"اچھا بس۔ تم تو دس منٹ میں رکشہ لے کر گھر پہنچ جاؤ گی۔ تم کیا جانو میرے دکھ۔" اسنے جیزہ کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹاتے منہ بناتے ہوئے کہا۔ جیسے سارے مسائل تو اسی کی زندگی میں تھے۔

"تو تم بھی چلو میرے گھر۔ جل کیوں رہی ہو؟" اسنے بھی برابر کا جواب اسے چپکایا۔

"بس آگئی ہے میری، چلتی ہوں میں۔۔ خدا حافظ۔" جیزہ کی بات ان سنی کر کے بس نزدیک آتی دیکھ کر اسنے اسے الوداع کہا اور بس میں چڑھ گئی۔

"خدا حافظ۔ فون کرنا گھر پہنچ کر۔" اسنے دونوں ہتھیلیاں اپنے ہونٹ کے اطراف رکھ کر چلا کر کہا تا کہ اس تک آواز پہنچ جائے۔

ہیزل آنکھوں والی لڑکی اسکی حرکت پر مسکرا دی اور اطراف کے لوگ جیزہ کو عجیب وغریب نظروں سے دیکھنے لگے۔

خیر یہ تو لوگوں کا کام تھا۔ اور ان دو مخلوق کو اس چیز سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

صفان اور اسکی آپی اس وقت لاؤنج میں بیٹھے کیرم کھیل رہے تھے۔ جب انکی امی اندر آئیں۔

"یہ کیا حرکت ہے بیٹا؟ اکیڈمی سے بھوکی پیاسی آکر تم کیرم کھیلنے بیٹھ گئی ہو؟" وہ اسکے لئے فکر مندی سے کہہ رہی تھیں۔

"یہ صفان ہے نا۔ اسی نے میرا دھیان بھٹکایا ہے۔" اپنا بیگ اٹھا کر وہاں سے اٹھتے اسنے الزام صفان کے سر ڈال دیا۔

"ہاں تم تو بہت شریف ہو، جو میں کہتا ہوں بس وہی کرتی ہو۔" اسنے اسے گھورا۔

"اچھا بس اب لڑنا بند کرو، بڑی بہن ہے تمہاری۔ بیٹا جاؤ ہاتھ منہ دھو کر آؤ میں کھانا نکالتی ہوں۔" انہوں نے صفان کو ڈانٹا، پھر اس سے مخاطب ہوئیں۔

"جی ماما۔" دو لفظی جواب دے کر وہ وہاں سے نکل گئی۔

وہ بہت دنوں سے غور کر رہی تھیں کہ وہ کچھ بجھی بجھی سی ہے۔ پہلے وہ ہر بات پر لڑا کرتی تھی، جھگڑتی تھی، شور شرابہ کرتی تھی۔ لیکن اب کچھ خاموش سی ہو گئی تھی۔ انہیں لگا کہ شاید پڑھائی کا بوجھ ہے کچھ دنوں میں ٹھیک ہو جائے گی۔ لیکن اب کافی دن گزر جانے کے بعد بھی اسکے رویے میں کوئی تبدیلی نا دیکھ کر انہیں فکر ہوئی۔

"کھانا کھانے کے بعد بات کرتی ہوں۔"خود سے تہیہ کرتے انہوں نے بھی کچن کی راہ لی۔

کھانا جیسے ہی ختم ہوا، وہ دستر خوان سے جلدی سے اٹھ گئی۔

"ماما میں روم میں پڑھنے جا رہی ہوں۔ پلیز کوئی ڈسٹرب نا کرے۔"تھکا تھکا سا بیزار لہجہ تھا۔

"ہاں بیٹا آرام سے پڑھائی کرو۔ کسی چیز کی ضرورت ہو تو بلا لینا۔"انہوں نے محبت سے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ بھی جواباً مسکرا دی اور پھر کمرے کی راہ لی۔

انہیں کچھ کھٹک رہا تھا اب بھی!

کیا تھا جو وہ ان سے چھپا رہی تھی؟

وہ ان سے کچھ نہیں چھپاتی تھی، یہ بات وہ جانتی تھیں۔

اب بھی وہ بتا ہی دے گی کہ کیا چل رہا ہے۔ لیکن شاید اسے ابھی کچھ وقت درکار تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اسے پرسنل اسپیس چاہیے تھی۔

خیر! ماں تھیں نا۔ زیادہ ہی سوچتی تھیں اپنی اولاد کے بارے میں۔ اور کیوں نا سوچتیں؟ اولاد بھی تو النازکمال تھی۔ جس کا کوئی مقابلہ نہیں تھا۔

اسکی ٹکر کا کوئی نہیں تھا! خود صفان بھی نہیں۔

وہ منفرد تھی!

کمرے میں جا کر وہ سیدھا اسٹڈی ٹیبل پر بیٹھ گئی اور سر کتابوں میں دے دیا۔ ایک جنون سا سوار تھا اسکے سر پر۔

کچھ کر دکھانے کا جنون!

ایک مہینے بعد اسکا انٹری ٹیسٹ تھا اور اس ایک مہینے میں اسے بہت کچھ پڑھنا تھا۔ یہ بہت مشکل تھا کہ وہ پہلی بار میں ہی انٹری ٹیسٹ کلیئر کر لے۔ کچھ لوگوں کو تو سالوں لگ جاتے ہیں۔ لیکن اسے یقین تھا کہ وہ یہاں تک آئی ہے تو آگے بھی پہنچ ہی جائے گی۔ اسے خود پر بھروسہ تھا کہ وہ کر لے گی۔

ایک سوال پر آ کر وہ اٹک گئی تھی، وہ سمجھ کے ہی نہیں دے رہا تھا۔

"لگتا ہے سر سے پوچھنا پڑے گا۔" وہ خود سے بڑبڑائی۔

اور اسی غرض سے موبائل ہاتھ میں لیا اور ڈیٹا چالو کیا۔

جیسے ہی نیٹ On (آن) ہوا دھڑا دھڑ میسجز کی برسات ہو گئی۔

اسنے سیدھا سارے میسجز کلیئر کر دئے۔ یہ سب اسکے لئے خلفشار (Distraction) تھا اور یہ نظر انداز کرنا ضروری تھا۔

اپنے لئے، اپنے بہترین مستقبل کے لئے!

اگر آپ زندگی میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اپنے خلفشار (Distraction) کو اپنی زندگی سے نکال دیں۔

یہ سب سے اہم جز ہوتا ہے جو آپکو آگے بڑھنے سے روکتا ہے، رکاوٹ بنتا ہے!

اسنے سوال کی تصویر لے کر پروفیسر کے نمبر پر بھیج دی اور انکے جواب کا انتظار کرنے لگی۔

کمرے میں مکمل خاموشی تھی۔ کمرہ نا زیادہ بڑا تھا نا زیادہ چھوٹا۔ ایک طرف کو سنگل بیڈ پڑا ہوا تھا اور دوسری طرف اسٹڈی ٹیبل۔ ایک دیوار پر بک شیلف لگی ہوئی تھی جس میں ساری کورس کی کتابیں بھری پڑی تھی۔ کھڑکی پر پردہ لگا ہوا تھا، جو باہر کا اجالا اندر آنے کے لئے رکاوٹ تھا۔ صرف اسٹڈی ٹیبل کے اوپر کی لائٹ سے کمرے میں ہلکی روشنی تھی۔ کرسی سے ٹیک لگائے سر پیچھے کو ٹکاتے وہ آنکھیں موند گئی۔ ایک سکون سا تھا جو دماغ میں اترا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

کچھ لمحے گزرے جب نوٹیفیکیشن کی آواز اسکے کانوں میں پڑی۔ وہ فوراً سے سیدھی ہوئی اور موبائل چیک کیا۔

لیکن اسکی توقع کے خلاف وہاں کسی اور کا پیغام جگمگا رہا تھا۔ اسنے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔ اور وہ پیغام نظر انداز کر دیا۔ پھر سے سر ٹکا کر اسنے آنکھیں موند لیں۔ لیکن اسکا سکون غارت ہو چکا تھا۔

وہ اس انسان کو نظر انداز نہیں کر سکتی تھی۔ اپنی محبت سے منہ پھیرنا آسان نہیں ہوتا۔!! اسنے اعتراف کیا تھا۔ اس انسان کے معاملے میں وہ کمزور تھی، حالانکہ اسے نہیں ہونا چاہیے تھا۔

"میرا اسٹڈی ٹائم چل رہا ہے۔" پیغام کا جواب اسنے بھیج دیا۔

اسنے آگے کے سوال حل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اسکا سارا دھیان ہٹ چکا تھا، وہ ڈسٹریکٹ ہو چکی تھی۔

کسی چیز کی عادت ڈالنے کے لئے آپکو اکیس دن لگتے ہیں اور اسی عادت سے پیچھے ہٹنے کے لئے اکیس سیکنڈ بھی نہیں۔

ایک بار پھر فون بجا۔ اسنے فون ہاتھ میں لے لیا اور "کیسے ہو؟" ٹائپ کر کے بھیج دیا۔

سامنے سے فوراً جواب آیا۔ اور پھر یہاں اسکی انگلیاں کی بورڈ پر کھٹا کھٹ ٹائپ کرنے لگی۔

اور پھر باتوں کا یہ سلسلہ چلتا رہا۔

جیزہ روم میں کتابیں کھولے سوچ رہی تھی کہ کونسے ٹاپک سے شروع کیا جائے۔ وہ جوش میں سائنس فیلڈ میں داخل تو ہوگئی تھی مگر اب پڑھائی سے اسکی جان جاتی تھی۔ یہ تو بھلا ہو اسکی دوست کا جو ہر وقت اسکی حوصلہ افزائی کرتی رہتی اور اسے پڑھنے کے لئے اکساتی۔

جیزہ اور وہ اسکول کے وقت سے ہی دوست تھیں اور اب تو وہ دونوں میڈیکل کی تیاری کر رہی تھیں۔ اسکول سے یہاں تک کا سفر ان دونوں نے ساتھ ہی طے کیا تھا۔ وہ ایک دوسرے کے Soulmates تھے۔

بالآخر بہت دیر کی کوشش کے بعد وہ ٹاپک ڈھونڈنے میں کامیاب ہوگئی۔

وہ پڑھائی چور تھی لیکن اگر ایک بار اسکا من لگ جاتا تو دو تین گھنٹوں کی فرصت ہو جاتی۔ پھر دو تین گھنٹے وہ کسی چیز کو نہیں دیکھتی تھی۔

"یہ ایک اچھی عادت ہے۔" ایسا اسکی دوست کا کہنا تھا۔

"جیزہ ہے ہی اچھی عادتوں کا پتلا، کبھی بوجھو تو جانو۔" اور یہ جیزہ کا کہنا تھا۔

ابھی اسکا پڑھائی میں دھیان لگے کچھ پندرہ منٹ ہی گزرے تھے کہ وانیہ اور ایشال نے اسکے کمرے پر حملہ کیا۔

"ایک سیکنڈ کے اندر یہاں سے دفع ہو جاؤ تم دونوں۔" اسنے غصے سے پھنکارتے بیڈ پہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"پیاری آپی کیا کر رہی ہو؟" وہ دونوں شرارت سے دانت دکھاتے ہوئے گویا ہوئیں۔

"جہنم میں جانے کی تیاری کر رہی ہوں۔" اسنے چڑ کر جواب دیا۔

"خیر میڈیکل کالج کسی جہنم سے کم بھی نہیں ہے۔" ایشال نے حامی بھری۔

"ہونہہ!! تمہیں جہنم میں جانے کی تیاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چھوٹی بہنوں پہ ظلم کرنے والا انسان ایسے بھی جہنمی ہوتا ہے۔" یہ وانیہ کا بیان تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"امی امی۔" جیزہ نے اپنی ماں کو ہانک لگائی۔

اور یہ کرنے کی دیر تھی کہ وانیہ اور ایشال نے جھٹ بھاگ کر جیزہ کے منہ پر ہاتھ رکھا۔ ورنہ وہ دونوں جانتی تھیں کہ اگر انکی اماں کو پتا چل گیا کہ وہ دونوں جیزہ کو ڈسٹرب کر رہی ہیں تو انکی خیر نہیں تھی۔

"آپی چپ کر جاؤ، ہم بہت ہی ضروری بات بتانے آئے ہیں تمہیں۔" وانیہ نے اسکے منہ سے ہاتھ ہٹاتے اسے اطلاع کی۔

"ایسی کونسی ضروری بات ہے، جو میری پڑھائی کے دوران کرنی ہے تم لوگوں نے۔" اسنے اپنے دونوں ہاتھوں کا استعمال کرتے ان دونوں کے سر پر چت لگائی۔

"ہماری بات پڑھائی کے دوران سن لو، ورنہ پتا چلا پڑھائی کے دوران تمہاری شادی ہو گئی۔" دونوں کی زبان سے بیک وقت نکلا۔ احساس ہوتے ہی دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا، پھر اگلے لمحے دونوں ہنستے ہنستے دوہری ہو رہی تھیں۔

"کیا کہا تم لوگوں نے، میری شادی؟" حیرت کے مارے جیزہ کی آنکھیں باہر آنے کو تھی۔

"ہاں تمہاری شادی۔ سامنے والے ببلو کا رشتہ آیا ہے تمہارے لئے۔" یہ کہتے ہوئے ان دونوں کی ایک بار پھر ہنسی نکل گئی۔

"اور یہ کہاں سے سن کر آرہے ہو تم دونوں؟" اسنے حد درجہ سنجیدگی سے پوچھا۔

اسکی سنجیدگی دیکھ کر دونوں کے قہقہے کو بریک لگا۔

"امی اور ابو کے کمرے سے۔" وانیہ نے کندھے اچکاتے جواب دیا۔

"چھا اب ہم چلتے ہیں۔" ایشال نے وانیہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے گھسیٹتے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا، ورنہ جیزہ نے ان دونوں کو پیٹ دینا تھا۔

پیچھے جیزہ سوچ میں پڑ گئی۔ یہ ایک نیا شوشہ چھوڑا تھا لوگوں نے اسکی زندگی میں۔

ابھی تو وہ سمجھدار ہوئی تھی، ابھی تو اسنے زندگی کو سمجھنا شروع کیا تھا۔ ابھی تو زندگی جینا باقی تھی۔

اور اب یہ شادی!! اسے سوچ کر ہی جھنجھلاہٹ ہونے لگی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اور یہاں وہ بھی ڈسٹریکٹ ہو چکی تھی۔ اسکا بھی دھیان پڑھائی پر سے ہٹ کر کہیں اور ہی پہنچ چکا تھا۔

اور دوسری طرف اسکی دوست کا بھی یہی حال تھا۔

وہ دونوں ایک ہی کشتی کے مسافر تھے!!

دن بیتتے جا رہے تھے اور انکے ٹیسٹ کے ہونے میں صرف پندرہ دن رہ گئے تھے۔ بڑھتے دنوں کے ساتھ ان دونوں کے اوپر پڑھائی کا بوجھ بھی بڑھتا جا رہا تھا۔ اب روزانہ انکی اکیڈمی کی کلاس نہیں ہوتی تھی جس وجہ سے انکی ملاقات میں کمی آگئی تھی۔ فون پر کبھی بات ہو جاتی ورنہ تو سارا دن کتابوں میں ہی گزر جاتا۔

میڈیکل میں داخلہ لینا ان دونوں کا سب سے بڑا خواب تھا جو انہوں نے ساتھ ہی دیکھا تھا۔ اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے انہوں نے اس مشکل ترین حصے میں قدم رکھ لیا تھا۔

ان دو آنکھوں کے خواب ایک ہی تھے! لیکن وہ پورے ہوتے ہیں یا نہیں، یہ تو قدرت کا کھیل ہے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ہیزل آنکھوں والی لڑکی پورے جوش و لگن سے پڑھائی میں مگن تھی۔ اسکے اوپر جنون جو سوار تھا اینٹری ٹیسٹ کلیئر کرنے کا!!

دوسری طرف جیزہ بیمار پڑی ہوئی تھی۔ اسے بخار نے جکڑ لیا تھا اور ٹینشن لینے کی وجہ سے بلڈ پریشر بھی زیادہ رہنے لگا تھا۔ یہ ایک رکاوٹ تھی جو اسکی پڑھائی کے درمیان آ رہی تھی۔

"خیر یہ وقت بھی گزر جائے گا۔" جیزہ نے سرد آہ بھرتے ہوئے اپنی کنپٹی مسلتے ہوئے کہا۔

"دھیان رکھنا کہیں تم ہی نا گزر جاؤ۔" یہ اسکی دوست تھی جو اسکی عیادت کے لئے اسکے گھر پر آئی تھی اور جیزہ کے اوپر سخت غصہ تھی کہ وہ اپنا دھیان نہیں رکھتی۔

"ہاں تم تو چاہتی یہی ہو کہ میں گزر جاؤں اور تم اکیلے میڈیکل کالج میں عیش کرو۔ نئے دوست بناؤ۔ ہے نا؟" جیزہ برا مان گئی تھی۔

"ہاں صحیح کہہ رہی ہو۔ دس سال سے تمہارے ساتھ رہ کے پک چکی ہوں میں۔" اس نے جلتی آگ میں تیل کا کام کیا۔ جیزہ نے اسے گھورا۔

"ارے یار۔ تمہارے بنا بھی کوئی زندگی ہے میری؟" اسنے جیزہ کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔

"بس اب تم میرے ساتھ ڈاکٹر کے پاس چلو، مجھے تم پر بھروسہ نہیں ہے۔ پتا نہیں تم نے دوا لی بھی یا نہیں۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ہیزل آنکھوں والی لڑکی نے کہا۔

وہ النازکمال تھی اور وہ ایسی ہی تھی، کچھ لوگوں کا ضرورت سے بڑھ کر احساس کرنے والی اور کچھ لوگوں کو سیدھا بھاڑ میں جھونک دینے والی!!

جیزہ اسکے سوال پر فقط مسکرا کر رہ گئی کیونکہ اس بات کا جواب ان دونوں کے علاوہ بہت لوگ جانتے تھے اور آپ بھی جان جاتے اگر انکی آنکھوں میں جھلکتی صدق دیکھ لیتے۔

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

بالآخر وہ دن بھی آہی گیا تھا جس کے لئے ہندوستان کے لاکھوں بچے سالوں سے محنت کر رہے تھے۔ یہ وہ دن تھا جو انکی زندگی کا سب سے اہم مرحلہ طے کرنے والا تھا۔

یہ وہ دن تھا جس میں کچھ بچوں کے قدم کامیابی کی طرف بڑھیں گے اور کچھ بچوں کے مایوسی کی طرف۔

صبح سویرے ہی ہر جگہ ہل چل شروع ہو گئی تھی، مانو ساری دنیا ہی تیاریوں میں لگی ہوئی ہو۔

پرندوں کی چہچہاہٹ، جانوروں کی آوازیں، مشین کی آوازیں، اور خاموش موسم!

مانو سب ہی انکی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہوں۔

ایسے میں ہم خان ہاؤس کی طرف بڑھیں تو وہاں کا منظر کچھ اس طرح تھا کہ جیزہ منہ لٹکا کر بیٹھی ہوئی تھی۔

وانیہ، ایشال، توصیف صاحب اور تمینہ بیگم اسکو گھیرے بیٹھے ہوئے تھے۔ اسے بہت گھبراہٹ ہو رہی تھی کہ اسکا ٹیسٹ کیسا جائے گا۔

اور پچھلے دنوں میں اسکی طبیعت نے بھی اسکا ساتھ نہیں دیا تھا، جس کی وجہ سے اسکا اعتماد بھی کچھ ڈگمگا گیا تھا۔

اب اسے خود کو پرسکون رکھنا تھا کیونکہ یہ بہت ضروری تھا۔ چونکہ امتحان کا دورانیہ صرف تین گھنٹہ ہوتا ہے اور اس تین گھنٹے کا ایک ایک سیکنڈ قیمتی ہوتا ہے۔ اور اگر اس میں بھی آپ گھبرا جاتے ہیں تو پھر اللہ ہی مالک ہے۔

"آپی ٹینشن ہی نالو، تمہارا پیپر ایک دم راوس۔۔۔" بولتے بولتے وانیہ کی زبان کو بریک لگی۔ اسنے لب دانتوں تلے کچلے۔

"میرا مطلب بہت ہی اچھا ہو گا انشاء اللہ۔" اسنے فوراً سے اپنی بات بدلی۔

"ہاں آپی۔ ہم سب کی دعا تمہارے ساتھ ہے۔" ایشال نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔

"چلو بیٹا اٹھ کے تیار ہو جاؤ۔ ورنہ یہ نا ہو کہ ہم لیٹ ہو جائیں۔" اسکے ابو نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلو جلدی سے اٹھو شاباش۔" اسکی اماں نے زبردستی اسے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور اسے لے کر وہاں سے چلی گئیں۔

جیسے ہی وہ دونوں وہاں سے گئیں، وانیہ اور ایشال نے بھی وہاں سے غائب ہونے میں عافیت جانی۔

"رکو وانیہ۔" توصیف صاحب نے آواز لگائی۔

وانیہ کے بڑھتے قدم زنجیر ہوئے۔ اسنے بے بسی سے آنکھیں میچی۔

"جی ابو۔" تابعداری سے ایڑی کے بل گھومتے ہوئے اسنے جواب دیا۔

"یہ کونسی ٹپوری زبان سیکھ رہی ہو تم، کہاں سے سیکھا ہے؟" ابرو اچکاتے ہوئے وہ وانیہ سے مخاطب ہوئے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں نے کیا کیا ابو؟" اسنے معصومیت سے جواب دیا۔

"راوس۔۔ یہ کیا کوئی مہذب لفظ ہے؟" انہوں نے ہلکی اونچی آواز میں کہا۔

"ابو دراصل۔۔ راوس کا مطلب ہوتا ہے بہت اچھا۔" اب کی بار ایشال نے کہا۔

"میں نے تم سے پوچھا ہے ایشال؟" انہوں نے ایشال کو ڈانٹ لگائی۔

"سوری ابو۔" اسنے گردن جھکاتے معذرت کی۔

"آئندہ شکایت کا موقع نہیں ملے گا ابو۔" وانیہ نے اپنی طرف سے معذرت کی۔

"ٹھیک ہے جاؤ تم دونوں۔" توصیف صاحب نے دونوں کو حکم دیا۔

انکے غصے سے ان دونوں کی جان جاتی تھی۔ اسلئے جیسے ہی انہوں نے وہاں سے جانے کا حکم دیا وہ دونوں وہاں سے نو دو گیارہ ہو گئیں۔

\---------------------

دوسری طرف الناز کا حال اسکے بالکل بر عکس تھا۔ وہ ایک دم پر سکون ہو کر بیٹھ کر ناشتہ کر رہی تھی۔ اور اسکی ماما بیٹھے ہوئے اسے گھوریوں سے نواز رہی تھیں۔ اسکا کہنا تھا کہ جتنا میرے بس میں تھا، میں نے پڑھ لیا ہے۔ تو پھر ٹینشن کس بات کی؟

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

جبکہ اسکی امی کا کہنا تھا کہ تھوڑی ٹینشن تو لینی چاہیے، تا کہ بندہ ٹیسٹ کو محسوس تو کر سکے۔ یہ نا ہو کہ مذاق میں ٹیسٹ ہی خراب کر دیا۔

خیر انکا کہنا بھی صحیح تھا۔ لیکن الناز کو کون سمجھائے۔ اس وقت وہ سب سے بے نیاز ہو کر ڈھیٹ بنی ہوئی تھی اور جب الناز دنیا جہاں سے بے نیاز ہو جائے تو اس سے زیادہ ڈھیٹ انسان اس دھرتی پر کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

"آج کیا پورا ٹائم ناشتہ کرنے میں ہی لو گی؟" اسکی امی اسکے سر پر کھڑی چیخ رہی تھیں۔

"کیا ہوا اماں؟ بس ایک روٹی کی کھائی ہے میں نے اب تک۔" اسنے منہ بناتے ہوئے اگلا نوالہ منہ میں رکھا۔

"روٹی ہی کھاتے رہنا ہے یا جانا بھی ہے پیپر دینے، جسکی دو سال سے تیاری کرتی رہی ہو۔" وہ بھڑک اٹھی تھیں۔

النازنے بے بسی سے اپنے ابو کی جانب دیکھا، جو مزے سے صوفے پر بیٹھے لیپ ٹاپ لئے سارا تماشہ ملاحظہ فرما رہے تھے۔

"کیا ہو گیا ہے آپکو، اچھی بات ہے بچی ٹینشن نہیں لے رہی۔ پر سکون ہو کر ٹھنڈے اور تازے دماغ سے امتحان دے سکے گی۔" انہوں نے نرم اور دھیمے انداز میں اپنی شریکِ حیات سے کہا۔

"جی جی!! چڑھا لیں سر پر۔" غصے سے دانت پیستے ہوئے انہوں نے کمال صاحب کو گھورا۔

"اچھا بس آپ لوگ لڑیں مت۔ نکلنے کی تیاری کریں۔" اسنے اپنی پلیٹ اٹھا کر کچن میں جاتے ہوئے اعلان کیا۔

کمال صاحب مسکرا کر اسکی پشت تکتے رہ گئے اور اسکی اماں تو اسکے رویے پر حیران ہی رہ گئیں۔

کیسے وہ "پل میں تولا اور پل میں ماشا" والا روپ اختیار کر گئی تھی۔

ابھی کچھ دن پہلے تک جیسے اسکی زبان کو قفل لگ گیا تھا۔ کسی سے بات نہیں، مذاق نہیں، مستی نہیں۔

وہ لوگ پریشان ہو گئے تھے کہ اسنے ٹیسٹ کا کچھ زیادہ ہی ٹینشن لے لیا ہے۔

مگر الناز کے بارے میں انکے اندازے ہمیشہ غلط ہوتے تھے۔ کیونکہ اس وقت اینٹری ٹیسٹ دینے والے لاکھوں بچوں میں سے الناز جیسا پر سکون کوئی نہ تھا۔

اور ہوتا بھی کیوں؟

وہ منفرد تھی!

جیزہ اپنے امتحان سینٹر کے گیٹ پر کھڑی اطراف کا معائنہ کر رہی تھی۔ ہزاروں بچے اس وقت کتابوں کے ساتھ اسکے اردگرد موجود تھے۔ کسی بچے کے چہرے پر خوف تھا، کسی کے چہرے پر گھبراہٹ اور کوئی ایک دم پرسکون تھا۔ جیسے کہ دوسرے سینٹر پر موجود النازکمال!! کچھ بچے تو خالی بیگ لٹکائے امتحان دینے آئے تھے۔ نہ انکے ہاتھ میں کتابیں تھی ناچہرے پر اضطراب!

یہ بھی قدرت کی انوکھی مخلوق تھی۔ انکے بارے میں جیزہ کا یہ خیال تھا۔

وہ لوگ وقت سے پہلے پہنچ چکے تھے۔ انکا سارا کنبہ ہی اس وقت سینٹر پر موجود تھا۔

وہ لوگ وقفے وقفے سے اسے دلاسہ دے رہے تھے کہ اسکا پیپر اچھا جائے گا۔

اسکا موڈ بھی کسی حد تک بہتر ہو چکا تھا۔ پھر بھی ایک خوف، بے چینی تو تھی ہی۔ یہ سب اتنا آسان نہیں تھا۔

بالآخر اندر جانے کا وقت بھی آ گیا تھا۔ اسکی دھڑکنوں نے پھر سے رفتار پکڑی۔ گھبراہٹ پھر سے عروج پر آ چکی تھی۔

خوف نے پھر سے اسکے حوصلے کو مات دی!

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ہمت کرتے ان سب سے ملتے، دعائیں لیتے ہاتھ میں ہال ٹکٹ پکڑے اسنے اندر کی جانب قدم بڑھائے۔ ہر قدم اسے خوف کی نئی منزل پر لے جارہا تھا۔ ہر قدم جیسے اسے گہری کھائی میں دھکیل رہا تھا۔ پھر بھی وہ خود کو گھسیٹتی اسطرف بڑھے جارہی تھی۔ہال ٹکٹ پر اسکی گرفت بڑھتی جارہی تھی۔

اندر پہنچنے کے بعد بھی چیکنگ کا ایک لمبا عمل چلنا تھا۔وہ لمبی قطار میں کھڑی تھی۔اطراف کا ہر چہرہ اجنبی تھا۔ایک عجیب سی وحشت تھی وہاں کے ماحول میں۔

اسکی باری آنے پر ساری چیکنگ کے بعد اسے ایک ماسک دے دیا گیا جسے اسے لگائے رکھنا تھا کیونکہ کورونا اب تک پوری طرح سے ختم نہیں ہوا تھا۔

اندر پہنچ کر اسنے نوٹس بورڈ پر اپنا بلاک چیک کیا اور اوپری منزل کی طرف بڑھ گئی۔اسکا بلاک نمبر دو تھا۔وہاں پہنچنے کے بعد اسنے اپنا بلاک ڈھونڈا۔بلاک نمبر دو میں داخل ہونے کے بعد اسنے اپنا سیٹ نمبر تلاش کیا۔وہ پوری کلاس میں گھوم چکی لیکن اسے اسکا سیٹ نمبر نہیں ملا۔ایک بار نہیں دو بار!اسنے کلاس کا چکر لگایا۔سرگوشی میں ہنسنے کی آواز اسکے کانوں میں پڑی۔اسنے نظر اٹھا کر دیکھا تو کچھ لوگ اس پر ہنس رہے تھے کہ اسے سیٹ نمبر نہیں مل رہا۔خفت سے اسکا چہرہ سرخ پڑا۔وہ تیزی سے وہاں سے باہر نکل آئی۔

اس منزل پر قطار میں بلاک تھے۔اب وہ اپنا سیٹ نمبر کہاں ڈھونڈے؟؟اسکا دل خوف سے بے قابو ہونے لگا۔ہاتھ کپکپانے لگے۔وہ تیزی سے قدم آگے بڑھانے لگی۔

اپنا بلاک وہ پیچھے ہی چھوڑ آئی تھی اس بات سے وہ بے خبر تھی۔گھبراہٹ میں اسے اپنا سیٹ نمبر دکھائی ہی نہیں دیا۔

چہرے پر پسینے کی بوندیں چمکنے لگی اور آنکھوں میں نمکین پانی بھرنے لگا۔ اطراف کا ماحول دھندلا ہونے لگا۔ وہ ایک جگہ ٹک کر کھڑی ہو گئی تھی۔

"ایکسکیوزمی! اینی پرابلم؟" ایک انجانی آواز اسکے کانوں میں پڑی۔

اسنے چونک کر اس جانب دیکھا۔ ایک سپروائیزر اس سے پوچھ رہا تھا۔

اسکا ذہن خالی ہو گیا، اسے اپنا بلاک پوچھنا تھا لیکن وہ پوچھ نہیں پا رہی تھی۔

"مے آئے ہیلپ یو؟" اسنے پھر سے سوال کیا۔

اس مرتبہ اسکے دماغ کی بتی جلی۔ ہاں اسے مدد ہی تو چاہیئے تھی بلاک ڈھونڈنے میں!

"یس پلیز۔ کین یو ہیلپ می فائنڈنگ مائے بلاک؟" اسنے جلدی سے اپنے آنسو پوچھتے اپنا ہال ٹکٹ اسکے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"یس کم وتھ می۔" وہ اسکا ہال ٹکٹ تھامے اسے اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ دیا۔ اسنے بنا وقت ضائع کئے اسکی پیروی کی۔

وہ اسے وہی بلاک میں لے آیا جہاں سے وہ ابھی ابھی نکل کر آئی تھی۔ اسے ڈھیروں شرمندگی نے آگھیرا۔

اسنے اسکا سیٹ نمبر بھی ڈھونڈ کر دیا۔ وہ شکریہ ادا کر کے جلدی سے وہاں بیٹھ گئی جیسے وہ پھر سے غائب ہو جائے گا۔

انہیں ایک گھنٹہ مزید انتظار کرنا تھا۔ کیونکہ ایک گھنٹہ پہلے انہیں اندر لے لیا گیا تھا۔ اب یہ ایک گھنٹہ اس پر اور بھاری تھا۔ اسنے اپنا سر بینچ پر رکھ دیا اور آنکھیں موندلی۔

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

دوسری طرف النازکمال تھی جو بلا کی پر سکون تھی۔ نا ہاتھ میں کتابیں، نا چہرے پر گھبراہٹ!

جیسی اندر جانے کا وقت ہوا، وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ صفان، کمال صاحب اور اپنی ماما سے ملتے وہ اندر کی جانب بڑھ گئی۔

وہ پر اعتماد تھی۔ اور اس وقت سب کو ایسی ہونا چاہئے تھا۔ اندر پہنچ کر چیکنگ ہوئی، ماسک دیا گیا۔ سب سمیٹ کر وہ اپنے بلاک کی جانب بڑھ گئی۔ بلاک ڈھونڈنے میں بھی کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ سیٹ نمبر بھی آسانی سے مل گیا اور وہ اپنی سیٹ پر آکر ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھ گئی۔

اسکی سیٹ دیوار سے ٹک کر تھی جہاں سے کھڑکی کھلتی تھی۔ اسنے اپنا چہرہ کھڑکی کی طرف کر لیا۔

اور قدرت کے اس حسین منظر کو دیکھنے لگی۔

اس منظر میں گم اسکا ذہن اسے کسی کی یاد دلا گیا۔ اسکے چہرے پر ایک مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اگلے لمحے اسنے سر جھٹک دیا۔

یہ وقت اسکے پیپر کا تھا، اسکا وقت ابھی نہیں تھا! اسے اس وقت یاد نہیں آنا چاہئے تھا۔

اسنے سوچا اور چہرہ دوبارہ کلاس میں موڑ لیا۔

اب وہ سب کو دیکھ سکتی تھی کہ کیسے سب پریشانی سے انگلیاں مروڑ رہے تھے، کوئی پیشانی مسل رہا تھا اور کوئی سر بینچ پر رکھے بیٹھا ہوا تھا۔ سب کے اپنے اپنے طریقے تھے گھبراہٹ کو کم کرنے کے لئے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

سب کی زندگی کا سوال تھا، انکے کریئر کا سوال تھا!

جیزہ اور النازپارک کے کونے میں پڑے اس بینچ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سٹریٹ لیمپ سے پڑنے والی روشنی کی زد میں ہیزل آنکھوں کے آنسو چمک رہے تھے۔ الناز کا ہاتھ جیزہ کی گرفت میں تھا۔

یہ امتحان والے دن کی شام کا منظر تھا۔

"بس کردو یار۔ منالینا اسے تم۔" وہ الناز کو تسلی دے رہی تھی۔

"وہ ضدی ہے، وہ نہیں مانے گا میری بات۔" آواز گلا خراب ہونے کی وجہ سے بھاری ہو رہی تھی۔

"ایسے کیسے نہیں مانے گا۔ محبت کرتا ہے تم سے۔" جیزہ نے اپنے تئیں بات کی۔

کیونکہ اسے تو یہی لگتا تھا کہ محبت کرنے والے ہر بات مانا کرتے ہیں لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ کچھ محبت کرنے والے انا پرست بھی ہوتے ہیں۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اور شایان واصف ان میں سے ایک تھا۔

"میں بات کرتی ہوں اس سے۔" جیزہ نے صلح کروانے کا طریقہ سوچا۔ اپنی طرف سے وہ جو بھی کوشش کر سکتی تھی، وہ کرنا چاہتی تھی۔

"نہیں پلیز۔ وہ مزید ناراض ہو جائے گا۔" الناز نے اسکا ہاتھ پکڑ کر ایسا کچھ بھی کرنے سے روکا۔

وہاں سے گزرتے ایک وجود کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

جیزہ الناز کو دیکھ کر رہ گئی۔ یہ کیسی محبت تھی جس میں انسان اتنا تڑپ رہا ہو اور مقابل کو فرق بھی نا پڑتا ہو۔ اسے صرف اپنی بات سے غرض ہو۔

شایان واصف کے بارے میں اسکی ناپسندیدگی میں کچھ اور اضافہ ہوا۔

"وہ تو جیسے اسی بات کا انتظار کر رہا تھا کہ کب تم ٹیسٹ سے فارغ ہو اور وہ تمہیں پھر سے رلانا شروع کر دے۔" جیزہ نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار لفظوں میں کیا۔

وہاں پوشیدہ وجود کی سیاہ آنکھیں سمٹی جیسے اسے یہ بات بہت ہی ناگوار گزری تھی۔

"ایسا نہیں ہے وہ۔" الناز نے صفائی بیان کی۔

اس مرتبہ اس وجود کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ آئی۔

"ہاں بھئی میں بھی کس کے سامنے اسکی برائی کر رہی ہوں۔ توبہ ہے میری۔" جیزہ نے خفگی سے ہاتھ کانوں کو لگائے۔

"ارے یار۔ اب تم ناناراض ہو جانا۔" الناز نے اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔

"کبھی ہو سکتی ہوں میں؟" جیزہ نے آنکھ گھمائی۔

الناز نرمی سے مسکرائی تھی۔

"اچھا چلو نکلتے ہیں، مجھے گھر بھی جانا ہے پھر آنٹی سے مل کر۔" الناز نے اٹھتے ہوئے کہا۔ چونکہ وہ ٹیسٹ کے بعد سیدھا جیزہ کے گھر آئی تھی، اسلئے اسے اب گھر بھی جانا تھا۔

"ہاں چل رہی ہوں۔" بیزاری سے کہا گیا۔

Safar-e-Adab BEING THE SPRING OF YOUR PEN

پھر وہاں سے اٹھ کر وہ دونوں گھر کی طرف بڑھ گئیں۔

سیاہ پوشیدہ آنکھوں نے دور تک انکا پیچھا کیا۔

وہ دونوں جیسے سیاہ آنکھوں سے اوجھل ہوئیں اسنے بھی اپنا رخ پارک کے گیٹ کی طرف کیا۔

چند دن اسی کشمشکش اور مصروفیت میں گزر گئے۔ بہت سے کام انجام دینے تھے جو ان دونوں نے ٹیسٹ کے بعد کے لئے ٹال رکھے تھے۔ ان دونوں کی اس دن کے بعد سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔

البتہ النازکے چہرے پر آج مسکراہٹ تھی۔ ہیزل آنکھوں میں آج چمک تھی۔ کئی دنوں بعد آج اسکے چہرے پر رونق لوٹ آئی تھی۔ پورے گھر میں آج وہ کھلکھلاتی پھر رہی تھی۔ اسکی ماں کو سکون سا محسوس ہوا۔ اپنی اولاد کو خوش دیکھ کر دل کا سارا بوجھ ہٹ گیا تھا۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ ماں باپ کا کوئی مقابلہ نہیں! وہ ہی ہوتے ہیں جو آپکو ہمیشہ بلندیوں پر دیکھنا چاہتے ہیں۔ باقی دنیا تو حسد کی زد میں آپکا زوال ہی چاہتی ہے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

پھر وہ وقت بھی آ گیا جسکا وہ شدت سے انتظار کر رہی تھی۔ سفید پرنٹ والی شرٹ پر ہم رنگ کیپری اور سفید ہی اسکارف پہن کر شام کے اس وقت وہ بس اسٹینڈ پر بس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ سادہ سا لباس بھی اس پر خوب جچتا تھا۔ چہرہ میک اپ کے کسی بھی جز سے پاک تھا۔ کلائی پر صرف ایک اسمارٹ واچ تھی جو اسکے ہاتھ کی زینت بنی ہوئی تھی۔

اسے ویسے بھی تیار ہونے کا کوئی شوق نہیں تھا۔ حالانکہ لڑکیوں کو بناؤ سنگار بہت پسند ہوتا ہے، لیکن ایک فیصد لڑکیاں النازکمال جیسی بھی ہوتی ہیں۔ جنھیں ان سب چیزوں میں دلچسپی نہیں ہوتی۔ وہ سادہ رہنا پسند کرتی ہیں۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر پہنچ جائے لیکن خیر! یہ اسکے بس میں نہیں تھا۔ بس میں بیٹھ کر اسنے دو لوگوں کو میسج کیا۔ جس میں ایک نام جیزہ توصیف کا تھا اور دوسرا اشایان واصف!

وہ اپنے مطلوبہ مقام پر پہنچ کر اس شخص کا انتظار کر رہی تھی، جو اسکے دل میں بستا تھا، جو اسکی پہلی اور آخری محبت تھا، جو اسکی کائنات کا سب سے اہم جز تھا۔

مگر شاید وہ اس شخص کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی تھی تبھی تو وہ آج اسکا زوال اپنے ہاتھوں کرنے آ رہا تھا۔ اگر النازکو پتا ہوتا کہ وہ آج کس لئے آ رہا ہے تو شاید وہ اسطرح تیار ہو کر نا کھڑی ہوتی۔ وہ کچھ ایسا کرنے آ رہا تھا جو الناز کمال کی زندگی کی کایا پلٹنے والا تھا۔

وہ آس پاس نظریں دوڑا رہی تھی، جب اسے دور سے اپنی جانب چلتا ہوا نظر آیا۔

اسکے لبوں پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔ وہ تو جینے کے لئے اس شخص پر انحصار کرتی تھی، اسکے بغیر جینا الناز کمال کے بس کی بات نہیں تھی۔ لیکن یہ تو وقت نے ہی بتانا تھا کہ کوئی کسی پر انحصار کرتا بھی ہے یا نہیں؟

وہ دھیمی چال چلتا اس تک آیا اور اسے دیکھ کر مسکرایا۔ جواباً الناز اپنی ہیزل آنکھوں سمیت جی جان سے مسکرا دی۔

"اور لیٹ آنا تھا نا، میں انتظار کر ہی لیتی۔" الناز نے گھڑی میں ٹائم دیکھتے ہوئے طنز کیا۔

وہ اسکی ادا پر مسکرایا۔

"تم ہمیشہ انتظار کرتی ہو تبھی تو کرواتا ہوں۔" اسنے آنکھ ونک کرتے ہوئے جواب دیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

مجال ہے جو یہ بندہ کبھی وقت پر پہنچ جائے۔ وہ ہمیشہ تاخیر سے آتا اور النازاس سے قبل پہنچ کر اسکا انتظار کرتی۔ لیکن آج کے بعد سے یہ کبھی نا ختم ہونے والا انتظار بن جائے گا، اس بات سے وہ انجان تھی۔

"آج تم نے ملنے کے لئے پہل کی کیا بات ہے۔" النازنے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ ہمیشہ وہ ہی اسے ملنے کے لئے کہا کرتی تھی۔ وہ خود سامنے سے کبھی نا کہتا۔

"ہاں میں نے سوچا تمہارا دل بھی خوش کر دوں۔ کیوں پسند نہیں آیا میر املاقات میں پہل کرنا؟" اسنے اسکی ہیزل آنکھوں میں جھانکتے اسکے پرس سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے ابرو آچکا کر اس سے پوچھا۔

اور النازاسے ہی تک رہی تھی۔ اسکے دل نے ایک بیٹ مس کی۔ وہ جب بات کرتا تھا تب بھی اسکے گالوں کے گڑھے (ڈمپل) نمایاں ہوتے تھے۔ مسکرانے پر تو پھر کیا عالم ہو گا۔ سیاہ گہری آنکھیں جو النازکے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔ سانولی رنگت اور معمولی نقوش کا مالک شایان واصف النازکے دل میں سب سے اعلیٰ درجے پر قیام کرتا تھا۔ اور یہی معمولی شخصیت کا حامل شخص لوگوں کے دماغ سے کھیلنا جانتا تھا۔ اور یہی چیز اسے غیر معمولی بناتی تھی۔

"کیفے چلتے ہیں۔" شایان نے مقابل کے کیفے کی طرف اشارہ کیا۔

"نہیں کیفے کیوں جانا ہے؟ بس اسٹاپ پر چلتے ہیں، تھوڑی دیر کی تو بات ہے۔" اسنے تھوڑی دور پر موجود بس اسٹاپ کی طرف اشارہ کیا۔

شایان مسکرایا۔ وہ جانتا تھا النازکو کیفے وغیرہ جانا بالکل نہیں پسند تھا۔ اسے صرف گھر کا کھانے کی عادت تھی۔ اسنے بس اسٹاپ کی جانب قدم بڑھائے، النازنے اسکی پیروی کی۔

BEING THE ST... Safar-e-Adab

بس اسٹاپ تک پہنچنے تک دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔بس اسٹاپ پر بھی کوئی نا تھا، کیونکہ اس وقت زیادہ رش نہیں ہوتا تھا۔وہ دونوں جا کر پیسنجر سیٹ پر بیٹھ گئے، جہاں لوگ بیٹھ کر بس کا انتظار کرتے ہیں۔

شایان النازکی طرف مڑا۔اسکے چہرے نے سنجیدگی اختیار کرلی تھی۔کچھ تو تھا جو اسکے چہرے پر ان لمحوں میں بدلا تھا۔ لیکن کیا؟ یہ الناز سمجھنے سے قاصر تھی۔

"میں نے ایک ضروری بات کرنے کے لئے تمہیں بلایا ہے۔" شایان نے بات شروع کی۔

"اچھا۔کیا بات ہے۔۔" الناز نے ایزی ہو کر کہا۔

شایان اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا۔وہ کتنی بے پرواہ تھی، کتنی پرسکون تھی۔اسے الناز سے حسد محسوس ہوا۔ایسا سکون اسکی زندگی میں کیوں نہیں تھا؟

"اصل میں کل امی نے ہمارے متعلق مجھ سے بات کی تھی۔" اسنے گلا کھنکار کر بات کو زیادہ گھمانے کی بجائے، سیدھا مدعے کی بات کرنے کو ترجیح دی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اچھا پھر؟" الناز حیران ہوئی۔وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔

"دراصل امی نے ہماری تصویریں دیکھ لی تھیں۔اسی کے متعلق بات کی ہے انہوں نے۔" اسنے گہری نظروں سے الناز کو دیکھا۔عین اسکی توقع کے مطابق الناز کے چہرے کا رنگ بدلا اور گھبراہٹ نے احاطہ کیا۔

"ک۔کیا کہا انہوں نے؟" ہیزل آنکھوں میں بے چینی اتر آئی۔

"انہیں تم بہت پسند آئیں، وہ تمہاری بہت تعریف کر رہی تھیں۔" اسکی آواز بھاری تھی، خوفناک تھی، جیسے اسکے الفاظ کسی کی زندگی میں طوفان لانے والے تھے۔

النازنے لمبی سانس خارج کی۔اسے خوشی ہوئی تھی کہ وہ شایان واصف کی ماں کو پسند آئی تھی۔

"لیکن۔۔۔"شایان نے اپنی بات جاری رکھی۔

"لیکن کیا؟"اسکی آواز کچھ مانند پڑی۔

"وہ چاہتی ہیں کہ میں تمہیں چھوڑ دوں۔"دھیمی آواز میں النازکے کانوں میں جیسے صور پھونکا گیا تھا۔

النازکا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔بس اتنی سی بات تھی اور ہیزل آنکھوں میں پانی بھرنے لگا تھا۔

"وہ۔۔ایسا کیوں چاہتی ہیں؟"اسنے اٹکتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"وہ تمہاری بھلائی چاہتی ہیں الناز۔"شایان نے سلجھے انداز میں نرمی سے کہا۔النازکے لئے یہ لہجہ نرم تھااور اگر جیزہ دیکھ لیتی تو اسے وہ زہریلا ہی لگتا۔

"اس میں تمہیں کہاں سے بھلائی نظر آرہی ہے شایان۔میں تمہارے بغیر۔۔اوہ گاڈ۔۔میں نہیں کرسکتی۔"آنسو اب گالوں پہ پھسلنے لگے تھے۔

"انہیں سمجھ نہیں آتا کہ ہم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔وہ کیسے تمہیں مجھ سے جدا کرسکتی ہیں۔تم انہیں سمجھاؤشایان پلیز۔"ہیزل آنکھوں میں التجا تھی۔

اب شایان کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔نرمی کی جگہ سختی در آئی تھی۔

"میری ماں ہے وہ الناز۔اور وہ جیسا کہیں گی میں ویسا ہی کروں گا۔"اسنے اپنا فیصلہ سنایا تھا۔

"مطلب تم مجھے چھوڑ دوگے؟"النازکی سسکی نکلی۔

"النازـ۔ریلیکس۔۔پہلے تحمل سے میری پوری بات سنو۔" وہ کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"انکا کہنا ہے کہ تم مجھ پر اپنا وقت ضائع کر رہی ہو۔ تم ایک اچھی فیملی سے تعلق رکھتی ہو اور میں۔۔ ہونہہ۔" وہ طنزیہ ہنسا۔

"میری فیملی سے تو تم واقف ہی ہو۔ میں تمہیں وہ آسائشیں نہیں دے پاؤں گا جن کی تم عادی ہو۔ اسلئے بہتر ہے تم ابھی پیچھے ہٹ جاؤ۔" اسنے اپنی وجہ پیش کی۔

لیکن النازایسی کسی بات پر یقین نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ کیسے یقین کر لے؟ اسنے تو اتنے خواب دیکھے تھے شایان کے ساتھ۔ وہ تو شروع دن سے ہر حال میں اسکا ساتھ دینے کے لئے تیار تھی۔ تو پھر اب کیوں وہ ایسا سوچ رہا تھا؟ کیا کمی رہ گئی تھی اسکی محبت میں جسکی وجہ سے شایان نے ایسا سوچا!!

"میں تمہارے ساتھ ہر حال میں گزارہ کر لوں گی شایان۔ میں نے تم سے محبت کی ہے۔ میں آخری وقت تک تمہارا ساتھ نبھاؤں گی۔" وہ التجائی انداز میں کہہ رہی تھی۔ یوں جیسے وہ اسکی بات مان جائے گا۔ یوں جیسے وہ اسے چھوڑ کر نہیں جائے گا۔ یوں جیسے وہ اسکا بھرم رکھ لے گا۔

لیکن شایان واصف نے آج یہ قصہ ختم کرنے کی ٹھان لی تھی۔ اب وہ یہاں سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا۔ اسے آج اس چیز کا صفایا کر کے ہی واپس جانا تھا۔

"میں اپنی ماں کی بات رد نہیں کر سکتا الناز۔" اسنے بے بسی ظاہر کی۔

"میں آنٹی سے بات کروں گی شایان۔ میں انہیں ہماری محبت کا یقین دلاؤں گی۔ وہ مان جائیں گی تم میرا یقین کرو۔" اب وہ بے بسی سے اسکا ہاتھ پکڑے کہہ رہی تھی۔

شایان نے اسکی ہیزل آنکھوں میں دیکھا۔آنسو کے باعث اسکی آنکھیں چمک رہی تھی۔یہ آنکھیں اسے بہت پسند تھی۔انہی آنکھوں پہ تو وہ فدا ہوا تھا۔

تو پھر اب کیا ہوا؟وہ کیوں چھوڑ رہا تھا اسے؟

اسکا جواب تو شایان واصف کا دماغ ہی دے سکتا تھا کیونکہ یہ کھیل اسکے دماغ نے شروع کیا تھا۔وہ شروع دن سے اپنے دماغ کی سنتا تھا دل کی نہیں!

اسنے النازکی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔النازدنگ رہ گئی۔وہ اس سے اپنا ہاتھ چھڑا رہا تھا۔۔۔!ایسا اسنے کبھی نہیں کیا تھا۔

لیکن وہ آج یہی کرنے آیا تھا۔یہ بات النازجیسی کمزوردل والی لڑکی نہیں سمجھ سکتی تھی۔

"النازمیں نے فیصلہ کر لیا ہے۔تم سمجھو میری بات کو۔امی نے مجھے اپنی قسم دی ہے۔انکی قسم توڑ کر کیا میں انہیں مرنے کے لئے چھوڑ دوں؟"آخر میں اسکی آواز بلند ہوئی تھی۔النازنے جھٹ سے سر اٹھا کر کہا۔ہیزل آنکھوں میں بے یقینی در آئی۔

"میں نے یہ نہیں کہا شایان۔"اسنے دھیمی آواز میں کہا۔

"تم بچوں کی طرح ضد کئے جا رہی ہو۔میچورٹی دکھاؤ۔کچھ جگہوں پر ہمیں قربانی دینی پڑتی ہے۔جب میں نے اس بات کو قبول کر لیا ہے تو تم کیوں نہیں کر سکتی؟میں بھی تو محبت کرتا ہوں نا۔اس میں ہم دونوں کے حصے میں دکھ آرہے ہیں۔میں جھیلنے کے لئے تیار ہوں تو تم کیوں نہیں؟"وہ اسے جسٹیفیکیشن دے رہا تھا۔

النازاسے دیکھے جارہی تھی۔وہ اتنا ظالم کیسے ہوسکتا تھا۔وہ اپنا موازنہ النازکے ساتھ کررہا تھا کہ وہ کر سکتا ہے تو النازکیوں نہیں۔کیاانکا کوئی موازنہ تھا؟

وہ شیطانی چال چلتا تھااور دو سیکنڈ کے وقفے میں سامنے والے کا دماغ اور سوچ بدلنے کی طاقت رکھتا تھا۔

اور الناز کیا تھی؟ایک سیدھی سادی شخصیت اور خوبصورت شکل کی مالک!وہ تو دل سے سوچتی تھی۔ہر کام دل سے کرتی تھی۔کیاسچ میں انکا کوئی موازنہ تھا!

"میں تم جیسی نہیں ہوں شایان۔میں یہ برداشت نہیں کرپاؤں گی۔"وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

شایان کے تاثرات کچھ اور سخت ہوئے۔

"النازمیری ایک بات تمہیں کیوں نہیں سمجھ آرہی؟کیوں تم میرا سکون برباد کررہی ہو۔کیا مجھے اتنا حق بھی نہیں کہ میں سکون سے جی سکوں۔"وہ الناز کو کندھوں سے پکڑے کہہ رہا تھا۔

اچھاتواب وہ اسکاسکون برباد کررہی تھی۔

"اگر میں ان سب کے باوجود تمہارے ساتھ رہتاہوں تو میں بے چین رہوں گا۔میں بے سکونی کی زندگی نہیں گزار سکتا۔اگر یہ سب چلتا رہاتو میں مر جاؤں گاالناز۔"پھر سے ایک ڈھونگ!!پھر سے ایک ناٹک!!

"شایان تم ایسی باتیں مت کرو۔میں تمہارا ساتھ دوں گی ہر حال میں۔"وہ اب تک اسی بات پر اٹکی تھی کہ وہ اسکا ساتھ دے گی۔

لیکن کیامقابل کو اسکے ساتھ کی ضرورت تھی۔نہیں!

"مجھے ایسے ہی بہت ٹینشن ہے الناز۔ میرا ذہنی توازن بگڑ جائے گا۔ میں کہیں کا نہیں رہوں گا۔ اسلئے تم اور میں اپنے راستے الگ کر لیتے ہیں۔ اسی میں ہماری بہتری ہے۔" وہ سلجھے ہوئے نرم انداز میں کہہ رہا تھا۔ الناز بس لاچاروں کی طرح اسے دیکھے جارہی تھی۔

"اب تم یہ رونا بند کرو اور گھر جاؤ۔ سکون سے سوچو گی تو میری ساری باتیں سمجھ آجائیں گی۔" وہ اب جلد از جلد وہاں سے جانا چاہتا تھا۔

بھلا محبت میں بھی اسطرح ہوتا تھا کیا۔ محبت میں تو کچھ سوچا نہیں جاتا ہے تو پھر الناز کیوں سوچے۔ الناز کے دل و دماغ نے جیسے کام کرنا بند کر دیا تھا۔ وہ بس مردہ جسم کی طرح وہاں کھڑی تھی۔

"یہ آخری ملاقات تھی۔ امید ہے اب زندگی کے کسی موڑ پر ہماری ملاقات نہیں ہوگی۔ میں تمہاری خوشی کے لئے دعا کروں گا۔" وہ اب الوداع کہہ رہا تھا۔ وہ اسے جدا کر رہا تھا۔ اور وہ کہہ رہا تھا کہ وہ اسکی خوشی کے لئے دعا کرے گا۔ اسکی خوشی تو وہ تھا نا۔ وہ کیوں کہہ رہا تھا ایسا۔ خدایا کوئی روک لو اسے۔ کوئی اس سے کہو کہ الناز کمال جینے کے لئے اس پر انحصار کرتی ہے۔ اس سے کہو کہ الناز کا وجود اسکے بغیر کچھ بھی نہیں۔ وہ اتنا ظالم تو نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ اسکا شایان تھا۔

"ہونہہ جواب اسکا نہیں رہا تھا۔" اسکے دل نے کہا۔

"گھر جاؤ الناز۔" شایان نے اسکا ردعمل ناپا کر دوبارہ سے کہا۔

وہ اس سے گھر جانے کا کہہ رہا تھا۔ اسکا سب کچھ چھین کر وہ اسے خالی ہاتھ لوٹا رہا تھا۔ یہ تو اسکے ساتھ ناانصافی تھی۔

"ہاں وہ جیزہ کے ساتھ جاؤں گی۔" اسنے غائب دماغی سے کہا۔ اسے جیزہ یاد آئی تھی۔ اور کیوں نا آتی وہ ہی اسکے ہر دکھ سکھ کی ساتھی تھی۔ وہ تو بے ہوشی میں بھی اسکا نام پکارتی تھی۔

"تم نے جیزہ کو بلایا ہے۔" شایان نے اچنبھے سے کہا۔

"نہیں میں نے نہیں بلایا۔" اسنے شایان کا چہرہ دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ وہ بس اسے تکے جارہی تھی۔ مگر اسکا دماغ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا کہ اسکے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔

"تو پھر جیزہ کیسے آئے گی النازـ" شایان نے اس سے سوال کیا۔

"وہ آجائے گی۔" اسکا لہجہ پر یقین تھا۔ اور وہ صحیح ہی تو کہتی تھی، وہ آجائے گی!

"تم اسے ابھی کال کرو اور پوچھو کہ کب تک آئے گی وہ۔" شایان اسکی حالت سمجھ چکا تھا۔ اسلئے اسنے اسکا فون پکڑتے جیزہ کا نمبر ڈائل کر کے الناز کے ہاتھ میں دیا۔

اسنے فون کان سے لگایا۔ دوسری بیل پر کال اٹھالی گئی۔

"جیزہ تم کب تک آؤ گی؟" اسنے فون چھوٹتے ہی سوال کیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

جیزہ اس وقت اپنے گھر کے لاؤنج میں کھڑی ہوئی تھی۔ اسکی امی ابا اور تایا تائی لوگ وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔

"ہم اس لڑکی کو کسی قیمت پر اپنی بہو نہیں بنائیں گے۔" اسکی تائی غصے سے پھنکاری تھیں۔

"ہم کونسا کہہ رہے ہیں کہ ہم بنالیں گے۔" اسکے تایا نے ناک چڑھائی۔

"لیکن بھائی جان۔ ازران کسی اور سے شادی کے لئے راضی نہیں ہو گا۔" توصیف صاحب نے اسکے تایا کو یاد دلایا۔

"اسکا تو باپ بھی راضی ہو گا۔" انہوں نے غصے سے کہا۔

ازران جو ابھی ابھی دروازے سے داخل ہوا تھا، یہ سن کر وہ طوفان کی طرح لاؤنج میں داخل ہوا۔

جیزہ ساکن کھڑی سارا تماشہ دیکھ رہی تھی۔

"آپ لوگوں کو ماننا پڑے گا۔ کیونکہ میں کسی اور سے شادی ہر گز نہیں کروں گا۔" اسنے اپنا فیصلہ سنایا۔

"تم ابھی اتنے بڑے نہیں ہوئے کہ اپنا فیصلہ ہمیں سناؤ۔" تایا نے سخت اونچی آواز میں کہا۔

"اچھا اتنا بڑا ہو گیا ہوں کہ سارا بزنس سنبھال سکوں لیکن اتنا بڑا نہیں ہوا کہ اپنی زندگی کا فیصلہ لے سکوں۔ اچھی فلاسفی ہے آپ لوگوں کی بھی۔" اسنے طنزیہ ہنستے ہوئے تالی بجا کر کہا۔

جیزہ کے رونگٹے کھڑے ہونے لگے تھے۔

"شادی تو تم ہماری مرضی سے ہی کرو گے، تم چاہے جو بھی کہو۔" تایا نے اٹل لہجے میں کہا۔

"آپ لوگ مجھے مجبور نہیں کر سکتے۔ اور نا ہی میں اتنا بے غیرت ہوں کہ کسی کو اپنی محبت میں مبتلا کر کے اسے بیچ راستے میں رسوا ہونے کے لئے چھوڑ دوں۔ میں اسے اپنا کر رہوں گا۔" کیا عزم تھا! کیا سوچ تھی!

"ازران میں تمہیں اپنی قسم دیتی ہوں۔ تم اس لڑکی سے شادی نہیں کرو گے۔" تائی نے آخری حربہ آزمانا چاہا۔

"امی پلیز۔ میں کسی قسم کو نہیں مانتا۔ یہ کیسی قسم ہوئی جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچے۔" اسکے والدین اسکی سمجھ سے باہر تھے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آپ لوگ شادی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ میں چاہوں گا کہ آپ لوگ شادی میں شرکت کریں۔" ایک مرتبہ پھر سے اپنا فیصلہ سنایا۔ اور وہاں سے چلا گیا۔ جیزہ کی تو آنکھیں نکل آئی تھی۔

ان لوگوں نے بے چارگی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ توصیف صاحب نے کندھے اچکائے۔ جیسے وہ جانتے تھے کہ آخر میں نتیجہ یہی نکلے گا۔

پھر بہت دیر بات چیت کے بعد بالآخر وہ لوگ مان ہی گئے تھے۔ انہیں آخر میں ماننا ہی تھا۔

جیزہ کو بے اختیار اسکی رخسار آپی یاد آئیں۔ جو اسکی چچازاد تھیں اور اب شادی شدہ بھی تھیں۔

کیسے جب انہوں نے اپنی پسند ان لوگوں کے سامنے رکھی تھی تو اسکے تایا تائی انکے قتل پر اتر آئے تھے کہ وہ انکے گھر کی عزت کو نیلام کرتی پھر رہی ہیں۔

پسند کرنا کوئی گناہ تو نہیں تھا۔ پھر بھی ان لوگوں نے انہیں بہت رلایا، بہت تشدد کیا۔ اور اسکے چچا چچی یعنی رخسار آپی کے امی ابا خاموش تماشائی کی طرح سب دیکھتے رہے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

کبھی انہوں نے اپنی بیٹی کی طرف داری کے لئے ایک لفظ نہیں بولا۔ اور تایا تائی کے کہنے پر جلد از جلد کسی اور کے ساتھ بیاہ کر اس گھر سے رخصت کر دیا۔

تب تو وہ لوگ بہت انا پرست تھے، اپنے بیٹے کے آگے انکی ساری انا اڑن چھو ہو گئی۔ اور اب اسکی پسند پر شادی کروانے کے لئے راضی بھی ہو گئے۔

جیزہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے یہ ناانصافی تھی۔

کیوں وہ لوگ بیٹا اور بیٹی میں فرق کر رہے تھے۔ ہمارا معاشرہ سالوں سے یہی تو کرتا آ رہا تھا۔

بیٹی نے پسند کا اظہار کیا تو اسے دو چار تھپڑ لگا کر اسکے کمزور کر کے کسی اور کے ساتھ بیاہ دیتے ہیں۔ اور وہ اف تک نہیں کرتی!

لیکن اگر بیٹا اپنی پسند کا اظہار کرے تو خوشی خوشی اسکی پسند کو قبول کر لیتے ہیں۔ اگر نا بھی کرنا چاہیں تو پہلے تھوڑے ڈرامے کرتے ہیں اور بالآخر بیٹے کی ضد کے آگے مان ہی جاتے ہیں۔

بیٹے کی خواہشوں کو کبھی رد نہیں کیا جاتا۔ بیٹے کی ساری خواہشیں حلال ہوتی ہیں اور بیٹی کی حرام۔ پھر یہ تو صرف بیٹیاں ہی ہوتی ہیں جو ہمیشہ والدین کے لئے اپنی خوشیوں، اپنی خواہشوں کو قربان کر کے خود سولی پر چڑھ جاتی ہیں۔

جیزہ کی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا تھا۔ اور اسی وقت اسکا فون بجا جس نے اسکی سوچوں کا تسلسل توڑا۔

اسنے دیکھا تو النازکی کال آرہی تھی، اگلے سیکنڈ وہ کال اٹھا چکی تھی۔

"جیزہ تم کب تک آؤ گی؟" النازکی آواز اسکے کانوں میں پڑی۔

کیا اسے کہیں جانا تھا النازکے ساتھ؟ اسنے یاد کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ایسا کچھ اسکے ذہن میں نہیں آرہا تھا۔

"کہاں آنا تھا مجھے؟" جیزہ نے سوال کیا۔

"جہاں پر میں ہوں، وہاں۔" النازکا جواب آیا۔

"اور تم کہاں ہو؟" جیزہ نے کہا۔

"بس اسٹاپ پر۔" مختصر جواب آیا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیا!!! لیکن تم یہاں کیا کرنے آئی ہو؟ بتایا بھی نہیں کہ تم آنے والی ہو۔" اسنے ناراضگی ظاہر کی۔ لیکن پھر اسے کچھ یاد آیا۔

"تم اب تک نکلی نہیں گھر کے لئے اور وہ کہاں ہے؟ کیا آج بھی تاخیر سے آیا یا اب تک آیا ہی نہیں؟" سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔

"وہ جا رہا ہے جیزہ۔ پلیز تم آجاؤ۔" الناز کی آواز درد سے پھٹ رہی تھی۔

جیزہ کے حقیقی معنوں میں اوسان خطا ہوئے۔ اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

"تم رکو۔ میں دس منٹ میں پہنچتی ہوں۔" جیزہ نے بنا کچھ سوچے سمجھے جلدی سے کہہ کر فون بند کیا اور سرپٹ دوڑ لگائی۔ اسے جلدی سے اسکارف پہن کر الناز کے پاس پہنچنا تھا۔

شایان وہاں سے جا چکا تھا۔ اسے یقین تھا کہ جیزہ وہاں پہنچ جائے گی۔ وہ بھی جانتا تھا جیزہ الناز کو لے کر کس قدر حساس تھی۔

ٹھیک آٹھ منٹ کے بعد جیزہ الناز کے مقابل کھڑی تھی۔ اسنے ہیزل آنکھوں میں ادھورا پن محسوس کیا۔

کچھ تو تھا جو غلط تھا!

"کیا ہوا ہے؟" جیزہ نے الناز سے پوچھا۔

"مجھے محبت راس نہیں آئی۔" الناز کی زبان سے فقط یہی نکلا۔ جیزہ اسکی باتوں میں الجھ گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"شایان کہاں گیا؟" جیزہ کی الجھن بڑھ چکی تھی۔

"وہ ہمیشہ کے لئے جا چکا ہے۔" الناز کی آواز کسی بھی جزبہ سے خالی تھی۔

"الناز مجھے بتاؤ کہ ہوا کیا ہے؟" جیزہ نے الناز کو کندھوں سے پکڑ کر اسکی ہیزل آنکھوں کو گھور کر کہا۔

اور یہیں الناز کے ضبط کا بندھن ٹوٹ چکا تھا۔ اور اب وہ جیزہ کے سامنے بکھری کھڑی تھی۔

اسے الف سے ی تک ساری بات بتا چکی تھی۔

"جھوٹ سراسر جھوٹ۔" جیزہ کے منہ سے بس یہی نکلا۔

اسے غصہ آرہا تھا، بے حد غصہ!

وہ جانتی تھی کہ وہ ہمیشہ کوئی دھماکہ کرتا ہے، اس بار بھی اس نے وہی کیا تھا۔

لیکن اس بار وہ الناز کے ساتھ کر گیا تھا، جیزہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس انسان کو آگ لگا دے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

سچ ہی کہتی تھی وہ کہ شایان واصف کے پاس دل نہیں تھا، وہ دماغ سے ہی کام لیتا تھا۔

اور صرف اپنے مفاد تک لوگوں کا ساتھ دیتا تھا۔

یہاں اسکا مفاد ختم ہوا اور وہاں اس انسان سے اسکا رشتہ!

"میں کیا کروں جیزہ۔ میں اسکی امی سے بات کروں گی، انکو مناؤں گی۔ میں نہیں رہ سکتی اسکے بغیر۔" الناز نے روتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے النازـ اگر ایسا کچھ ہوتا تو وہ اپنی امی کو منانے کی کوشش نہیں کرتا؟" اسنے دانت پر دانت رکھتے غصے پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا؟" النازنے ٹھٹک کر کہا۔

"مطلب صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔" جیزہ اسی نتیجے پر پہنچی تھی۔

"وہ جھوٹ کیوں بولے گا۔ وہ ایسا نہیں کر سکتا کبھی بھی نہیں۔ بس وہ اپنی ماں کی بات نہیں ٹال سکتا۔ اور میں اس چیز پر صبر کر لوں گی۔" النازنے آنسو پوچھتے ہوئے جیزہ کو کہا۔

"تم غلطی پر ہو النازـ میرے مطابق لڑکے محبت کے معاملے میں مجبور نہیں ہوا کرتے۔ وہ گھر کے وارث ہوتے ہیں، ان پر محبت حرام نہیں ہوتی۔" جیزہ نے جس تکلیف سے یہ بیان کیا تھا یہ صرف وہ ہی جانتی تھی۔

النازنے چونک کر جیزہ کو دیکھا۔ کبھی کبھی وہ بہت گہری بات کر جایا کرتی تھی۔

لیکن ضروری تو نہیں کہ جیسا جیزہ کہہ رہی ہو ویسا ہی ہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ سچ کہہ رہا ہو۔ ایسا النازنے سوچا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

جیزہ سمجھ چکی تھی کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔

محبت انسان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دیتی ہے۔ پھر اسے اپنے محبوب کی کوئی غلطی نظر نہیں آتی۔

"میں کیسے زندہ رہوں گی جیزہ؟ کیسے؟" یہ کہہ کر ایک بار پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔" النازنے اسے گلے لگا کر اسے تسلی دی۔

جیزہ کے مطابق ابھی فی الحال الناز کسی چیز کو سمجھنے کی حالت میں نہیں تھی۔ بہتر یہ تھا کہ وہ اسکے دکھ میں اسکا ساتھ دے۔

بہت دیر اسے تسلی دے کر بلاآخر اسے چپ کروا کر اسنے الناز کو گھر بھیج دیا۔

پھر خود بھی گھر کی طرف روانہ ہوگئی۔

اسکا خون خول رہا تھا کسطرح شایان سے الناز کو جھانسہ دیا اور خود نکل گیا۔

گھر پہنچ کر سب سے پہلے اسنے انسٹا گرام پر شایان کی آئی ڈی کھول کر اپنی ساری بھڑاس اسے میسج پر سنا کر نکال دی۔ اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ وہ شایان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی۔ ناہی اسے سبق سکھانے کے لئے کچھ کر سکتی تھی۔ کچھ جگہوں پر ہم واقعی بے بس ہوتے ہیں۔

اسنے یہ معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا۔ بیشک اللہ بہتر معاملہ کرنے والا ہے۔

الناز گھر پہنچ کر سیدھا اپنے روم میں بند ہو چکی تھی۔ اور اس وقت زمین پر چت لیٹی، چھت کو گھور رہی تھی۔ اب تو آنسوؤں نے بھی ساتھ دینا چھوڑ دیا تھا۔ صد شکر کہ کوئی گھر پر نہیں تھا، ورنہ اسکی یہ بکھری اجڑی حالت دیکھ کر پتا نہیں کیا ہو جاتا۔ وہ کیسے کر سکتا تھا ایسا؟

بس یہی سوال تھا جسکا جواب اسے چاہئے تھا۔

اور اصل میں جسکا کوئی جواب ہی نہیں تھا۔ کیونکہ وہ صرف ایک بہانہ تھا!

درد، دکھ، تکلیف یا اس سے بھی کوئی بڑا لفظ تھا، جس سے وہ گزر رہی تھی۔

اس چیز نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا لیکن اب خود کو یقین دلانا تھا۔

رات کا دو بج رہا تھا اور شایان واصف اس وقت اپنی ماں پر چلا رہا تھا۔

"آپ نے اسے شروع سے ڈھیل دی ہے، اسلئے یہ اتنا سر چڑھ گیا ہے۔" وہ اپنے بھائی پر چیخ رہا تھا جو اس وقت نشے میں دھت تھا۔

"میری کیا غلطی ہے اس میں؟ میں تو اسے ڈر گز لا کر نہیں دیتی نا نشہ کرنے کے لئے۔" وہ بے بس تھیں۔

"لیکن پیسے تو اسے آپ ہی دیتی ہیں نا۔ وہ بھی وہ پیسے جو میں دن رات ایک کر کے کما کر لاتا ہوں۔" وہ پھنکارا۔

"پیسہ بھی لا کر دو، دو وقت کا کھانا بھی سکون سے نصیب نہیں ہوتا۔ سکون کہاں جا کر ڈھونڈوں امی!" سیاہ آنکھیں لال انگارا ہو رہی تھی۔ بکھرے بال ماتھے پر گر رہے تھے۔

پھر دروازے کو ٹھوکر مارتے وہ باہر نکل گیا۔

بلڈنگ کے باہر گارڈن میں آکر اس نے سگریٹ جلائی اور کش بھرنا شروع کر دیا۔ بس یہی ایک طریقہ تھا ذہنی دباؤ سے چھٹکارا پانے کا۔ بے چینی ہی بے چینی تھی۔

غصہ تھا جو کہ کم نہیں ہو رہا تھا۔ اسکی اپنی فیملی نے اسے اس حالت میں پہنچایا تھا۔

اسکی ماں کا کوئی قصور نہیں تھا لیکن وہ کیا کرتا۔ کسی پہ تو غصہ نکالنا تھا۔

کسی کا قصور تھا تو وہ اسکے باپ اور بھائی کا۔ جو نا خود کماتے تھے، نا گھر میں سکون رہنے دیتے تھے۔ ساری ذمہ داریاں اسکے کندھوں پر آچکی تھی۔

اذیت اتنی تھی کہ حد نہیں!

لیکن اگلے لمحے یہ سوچ کر کے وہ اکیلا نہیں ہے اذیت میں النا ز کو بھی وہ اس اذیت میں ڈال چکا ہے، اسے سکون محسوس ہوا۔

اسکے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ موسم یک دم اچھا محسوس ہوا۔ ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگی اور اسکے دل میں بھی جیسے ٹھنڈک اتر آئی۔

انہی خیالوں میں تھا جب ماضی کی ایک جھلک آئی۔

"ابو کہہ رہے تھے اگر میں میرٹ لے آئی تو وہ مجھے آئی فون دلا دیں گے۔"

"ابو آج مجھے مال لے کر گئے تھے، میں نے بہت شاپنگ کی ہے۔ تمہاری پسند کا ڈریس بھی لیا ہے۔"

"امی نے آج بریانی بنائی تھی۔ قسم سے مزہ ہی آگیا۔"

"اف شایان میں تمہیں کیا بتاؤں۔ میں نے امی کو پرسوں وہ عبایا بتایا تھا کہ مجھے چاہئے۔ اور انہوں نے آج مجھے سرپرائز دیا ہے وہ عبایا لا کر۔"

"پتا ہے شایان۔ اگر ماما ابو کہیں گے تمہیں چھوڑنے تو میں تمہیں چھوڑ دوں گی۔ میں ان سے بہت محبت کرتی ہوں تم سے بھی زیادہ۔"

یہ سب النآز کی باتیں تھی۔ چھوٹی چھوٹی خوشیاں تھی جنھیں وہ شایان کے ساتھ بانٹتی تھی۔

اور وہ اس سے حسد کرنے لگا تھا کہ کیسے اسکے پاس سب چیزیں موجود ہے، سکون موجود ہے۔ اور اسکے پاس سوائے بے سکونی کے کچھ نہیں۔

آئی فون خریدنا اسکا خواب تھا لیکن وہ افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔ ماں باپ کے ساتھ وقت گزارنا اسکا خواب تھا جو شاید کبھی پورا نا ہو۔ کیونکہ اسکے ماں باپ آئیڈیل نہیں تھے، ویسے نہیں تھے جیسا وہ چاہتا تھا۔

بریانی تو کیا گھر میں کبھی ڈھنگ کا دال چاول بھی اسے نصیب نہیں ہوتا تھا۔ اور اگر اسے کوئی چیز خریدنی ہوتی تو گھر کے اخراجات کا سوچ کر وہ پیچھے ہٹ جاتا۔

اور اپنے ماں باپ سے محبت؟ ہاں ایک خونی رشتہ ہونے کے تحت اسے انکی پرواہ تھی۔ لیکن محبت تو نہیں تھی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

ویسی محبت نہیں تھی جیسی النآز اپنے والدین سے کرتی تھی۔

جب جب وہ اسے بتاتی کہ وہ کتنی خوش ہے، اسکے پاس کیا کیا ہے تو اسے لگتا جیسے وہ اسے نیچا دکھا رہی ہو۔ اسے جتا رہی ہو کہ میرے پاس سب کچھ ہے اور تمہارے پاس کچھ نہیں۔

اسنے سوچ لیا تھا کہ وہ بھی اسے بے سکون کر دے گا۔ اسلئے اسنے یہ پلان ترتیب کیا اور اس پر عمل کیا۔

وہ شیطانی چال چل چکا تھا۔

وہ سائیکو پیتھ تھا!

یہ سب سے بڑا انکشاف تھا۔

وہ دوسروں کی خوشیاں برداشت نہیں کر پاتا تھا۔ اگر وہ کسی کو خوش و پر سکون دیکھتا تو ان میں دراڑ ڈالنے کی پوری کوشش کرتا۔

النا ز کو بھی اس نے ایسا ہی بنا دیا تھا۔ وہ اسے ذہنی بیمار بنا چکا تھا۔

یہی چیز تو اسے چاہئے تھی۔ النا ز کو بے سکون دیکھنا!

وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو چکا تھا۔ دوسروں کو برباد کرنا ہی اسکا مشن ہوتا تھا کیونکہ یہی چیز اسے سکون پہنچاتی تھی۔ وہ حقیقتاً ایک سائیکو پیتھ تھا اس بات سے وہ بے خبر تھا۔

النا ز اس وقت اپنے فون پر بری طرح جھنجھلاہٹ کے عالم میں کچھ دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے آپی؟" صفان نے اسکی حرکت پر غور کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"صفان کیا ہمیں یہ پتا چل سکتا ہے کہ کس نے ہمیں انسٹاگرام پر بلاک کیا ہے؟" وہ مسلسل فون میں کچھ ڈھونڈتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں سمپل ہے۔ اسکی آئی ڈی سرچ کرو۔ اگر سرچ کرنے کے بعد بھی وہ آئی ڈی تمہیں نہیں دکھ رہی تو مطلب تم بلاک ہو چکی ہو۔" اسنے شرارت سے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"وہ غائب دماغی سے کہہ رہی تھی۔

"کس نے بلاک کیا تمہیں؟"صفان نے ابرو اچکاتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے تمہارا فون دکھاؤ ذرا۔"اسنے ہاتھ بڑھا کر اسے سے فون مانگا۔

"کیوں؟"صفان نے جواباً سوال کیا۔

"جتنا کہہ رہی ہوں اتنا کرو۔"النازنے آنکھیں دکھائی۔

"یہ لو۔ چھوٹے ہونے کے بھی بڑے نقصانات ہیں۔"اسنے منہ بنایا۔

النازنے اسکا فون پکڑ کر جلدی سے اس میں انسٹا گرام کھولا۔اور ایک آئی ڈی سرچ کی۔مطلوبہ اکاؤنٹ اسکے سامنے کھل گیا۔ہیزل آنکھوں میں حیرت ابھری۔

"کیا سچ میں بلاک ہو گئی ہو؟"صفان نے اسے پھر سے چھیڑا۔

الناز کی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔

"لو اپنا فون اور یہاں سے دفع ہو جاؤ۔"النازنے فون اسکی طرف پھینکا۔

"تم۔۔۔"صفان نے اتنا کہا جب اسکی ماما کی آواز اسکے کانوں میں پڑی۔

"تمہیں تو میں آکر دیکھتا ہوں۔"اسنے دانت پیسے اور وہاں سے نکل گیا۔

اسنے مجھے ہر جگہ سے بلاک کر دیا۔ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

النازکی بے یقینی کی حد تھی۔

اسکے دل کے کسی کونے میں اعتبار کا ایک اور ٹکڑا چھن سے ٹوٹا۔ دھیرے دھیرے ساری امیدیں ختم ہوتی جارہی تھی جو شایان کی جانب سے وابستہ تھی۔

کبھی کبھی اسے جیزہ کی ساری باتیں سچ لگتی تھی مگر وہ ان پر یقین نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ محبت آڑے آجاتی تھی۔

سب کچھ جیسے ختم ہوتا جارہا تھا، اسے لگ رہا تھا جیسے اسکی سانسیں کسی بھی وقت اسکا ساتھ چھوڑ دے گی۔

ذہن اتنا تھک چکا تھا کہ اب کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہا تھا۔

بے بسی کی حد تھی!

\-----------------

مہینے اسی طرح بیت گئے اور آج وہ دن تھا جو ان لاکھوں بچوں کا مستقبل طے کرنے والا تھا یعنی NEET کا نتیجہ آج آنے والا تھا۔ جب سے ان دونوں کو معلوم ہوا تھا کہ رزلٹ آنے والا ہے تب سے ان دونوں کی حالت غیر ہو رہی تھی۔

کیونکہ ان دونوں پر کافی دباؤ تھا، والدین کی امیدوں پر پورا اترنے کا دباؤ۔ چونکہ دونوں ہی اپنے گھر کی بڑی تھیں تو بہت سی امیدیں ان سے وابستہ تھی۔ اور جو پہلی اولادیں ہوتی ہیں، انہیں لاڈ پیار تو بہت ملتا ہے، لیکن بدلے میں ان سے امیدیں بھی زیادہ رکھی جاتی ہیں۔ ہر چیز میں ان سے امید رکھی جاتی ہے کہ وہ ماں باپ کی بات مان لیں گے۔ اگر ان سے چھوٹوں کو کوئی چیز چاہئے تو ان کو قربانی دینی پڑتی ہے، اپنے حق سے دستبردار ہونا پڑتا ہے۔ تاکہ انکے چھوٹے بھائی بہن خوش رہیں، انکو کسی چیز کی کمی نا ہو۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR LIFE

آج ایک بجے انکا نتیجہ آجانا تھا اور جیزہ صبح سے پاگلوں کی طرح اپنے گھر میں پھر رہی تھی۔ اسے کسی طور چین نہیں آرہا تھا اور اب سکون اسے رزلٹ دیکھنے کے بعد ہی آنا تھا۔ جبکہ دوسری طرف النازنے چپ سادھ لی تھی۔ ایسے ہی اسنے بولنا کم کر دیا تھا اور آج تو جیسے وہ گونگی بن گئی تھی۔ اسے بھی بے چینی تھی مگر وہ ظاہر نہیں کر رہی تھی۔

اسی طرح پورا دن گزر گیا مگر رزلٹ کا نام ونشان نہیں تھا۔ دونوں دن میں سو مرتبہ ویب سائٹ پر جا کر چیک کر چکی تھیں مگر ندارد۔

بالآخر تھک ہار کر جیزہ سونے کے لئے روم میں بند ہو گئی۔ ابھی اسکی آنکھ لگی ہی تھی کہ اسکے فون نے دھماکہ کیا۔

اسنے نمبر دیکھا تو النازکا فون تھا۔ اسنے جلدی سے فون اٹھایا کہ کوئی پریشانی کی بات تو نہیں کہ وہ رات کے اس وقت فون کر رہی ہے۔

"کیا؟؟ کب؟؟" اسنے باقاعدہ چیخا۔

وانیہ اور ایشال جو اسکے برابر میں سوئی ہوئی تھیں، ڈر کر اٹھ گئیں۔

"اچھا میں چیک کرتی ہوں ابھی۔" اسنے یہ کہہ کر فون بند کر دیا اور جلدی سے لیپ ٹاپ کھولا۔

"کیا ہوا آپی؟" وانیہ نے پوچھا۔

"رزلٹ آگیا ہے۔ وہی چیک کر رہی ہوں۔" اسنے بہت ہی آہستہ آواز میں کہا۔ اسکی دھڑکن بڑھ رہی تھی اور چہرے پر پسینہ نمودار ہو رہے تھے۔ کی بورڈ پر ٹائپ کرتی انگلیاں کانپ رہی تھی۔

اسنے اپنا رول نمبر ٹائپ کیا، پھر پاسورڈ۔ اب وہ دائرہ اسکی نظروں کے سامنے اسکرین پر گھوم رہا تھا۔ شاید نیٹ ورک کام نہیں کر رہا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اسکی دھڑکنوں نے سانسیں اتھل پتھل کر دی تھی۔وہ لمبی لمبی سانسیں بھرنے لگی۔

Network error!

اسکی نظر ان لفظوں پر پڑی۔اسے اب غصہ آنے لگا تھا۔

اسنے دوبارہ سے سب معلومات ٹائپ کی اور اوکے کر دیا۔اسکا فون بج بج کر ادھ مرا ہو گیا تھا۔نا جانے کن کن لوگوں کے کال آرہے تھے،اور ظاہر ہے رزلٹ پوچھنے کے لئے ہی آرہے تھے۔اسنے فون بند کر کے سائیڈ میں پھینک دیا۔

اور گردن موڑ کر جیسے ہی اسکی نظر اسکرن پر پڑی،اس کا جسم حرکت کرنا بھول گیا۔اسکا رزلٹ اسکی نظروں کے سامنے جگمگا رہا تھا۔

"کتنے مارکس آئے آپی؟"ایشال نے پوچھا تو وہ ہوش میں آئی اور مارکس والا کالم چیک کیا۔

لیکن مارکس دیکھتے ہی اسے اطراف میں سب گھومتا ہوا نظر آیا۔

"بولو آپی۔"اسکے کانوں میں پھر سے آواز گونجی۔

"نہیں ہوا۔"اسکے منہ سے بس اتنا ہی نکل سکا۔

"کیا نہیں ہوا؟"دونوں نے ایک زبان ہو کر پوچھا۔

"سیلیکشن نہیں ہوا۔اتنے مارکس پر کوئی بھی گورنمنٹ کالج نہیں ملے گا۔"اب اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھی۔

وانیہ اور ایشال نے آگے بڑھ کر مارکس دیکھا پھر خوشی سے اسے گلے لگایا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR FATE

"کوئی نہیں آپی۔ تھوڑے نمبرات سے رہ گئی ہو تم۔ اگلے سال انشاء اللہ سیلیکشن ہو جائے گا۔" ایشال نے جیزہ کے آنسو پوچھتے ہوئے کہا۔

"مجھے اسی سال لینا تھا ایڈمیشن۔ امی ابو کو کیا منہ دکھاؤں گی میں۔" رندھی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں امی ابو کو بتا کر آتی ہوں۔ وہ خوش ہو جائیں گے دیکھنا۔ اور تم اتنا مایوس مت ہو جاؤ، اگلے سال کا کہہ رہی ہوں نا میں۔" وانیہ نے بیڈ سے چھلانگ لگاتے ہوئے کہا۔

پھر تھوڑی دیر بعد کا ماحول یہ تھا کہ جیزہ تمینہ بیگم کے گلے لگ کر رو رہی تھی، اسکی ہچکیاں بندھ چکی تھی۔

"بس کر دو جیزہ۔ ایسے مایوس نہیں ہوتے۔ اس میں بھی اللہ کی کوئی مصلحت ہو گی۔" تمینہ بیگم اسے سمجھا رہی تھیں۔

بھلے سے وہ اتنی پڑھی لکھی نہیں تھیں مگر انکی تربیت قابلِ تعریف تھی۔

"اس مرتبہ ہم کوئی اچھی اکیڈمی میں تمہارا ایڈمیشن کروائیں گے۔ پھر تمہارے اچھے نمبرات آئیں گے۔" ایشال نے اپنا خیال پیش کیا۔

"ان اچھی اکیڈمی کی فیس بہت زیادہ ہوتی ہے۔" جیزہ نے ہچکیوں کے درمیان کہا۔

"تم اسکی ٹینشن مت لو بیٹا۔ بس اب تم نے پوری توجہ پڑھائی پر دینی ہے۔" توصیف صاحب نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

اور اسی طرح آدھی رات بیت گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

دوسری طرف النازکا چہرہ کسی بھی جزبات سے عاری تھا۔یوں جیسے اسے فرق ہی نا پڑتا ہو کہ اسکے نمبرات کم آئے اور اسکا سلیکشن نہیں ہوا۔اسے تو خود پر اعتماد تھا کہ وہ اس مرتبہ ایڈمیشن لے کر ہی رہے گی، پھر اس اعتماد کے ٹوٹنے کا غم کیوں نہیں؟

اسنے جاکر اپنے نتیجے کا اعلان اپنے والدین کے سامنے بنا روئے، بنا کسی غم کے کر دیا۔

وہ دونوں اسکے اس رویہ پر دنگ رہ گئے۔وہ یک دم ہی ابنارمل لوگوں جیسا برتاؤ کرنے لگ گئی تھی۔اسکی طرف سے وہ دونوں کافی پریشان ہو گئے۔

انہیں لگا کہ اسنے رزلٹ کو سر پر سوار کر لیا ہے اسلئے وہ ایسا برتاؤ کر رہی ہے۔انہوں نے اسکے برتاؤ پر آج غور کیا تھا لیکن وہ تو کافی دنوں سے ایسا ہی برتاؤ کر رہی تھی۔

بے وفائی کا اثر دل پر گہرا پڑا تھا۔اسے چاہنے والے ہزار تھے لیکن جسے وہ چاہتی تھی وہ بے وفا نکلا۔

اور اب اس رزلٹ نے اسے توڑ کر رکھ دیا۔ ہر طرف اسے اپنی بربادی ہی نظر آ رہی تھی۔یوں جیسے ساری ناکامی اسکے ہی حصے میں آگئی تھی۔وہ بہت مایوس ہو گئی تھی۔

کمال صاحب اور انکی بیگم نے اس سے تفصیل سے بات کرنے کا سوچا۔اسی لئے اس وقت وہ لوگ اسکے کمرے میں موجود تھے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بیٹا رزلٹ کو اسطرح دل پر مت لو۔ ہم تم سے بہت خوش ہیں، اور ہمیں فخر ہے کہ تم ہماری بیٹی ہو۔ انشاءاللہ اگلے سال تمہارا سلیکشن ہو جائے گا۔ اس میں اتنا دل پر لینے والی تو کوئی تک نہیں بنتی تھی۔" کمال صاحب نے بہت ہی نرمی سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"میں دوبارہ امتحان نہیں دوں گی۔" اسنے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب؟" اسکی والدہ نے حیرانی سے پوچھا۔

"میں دوبارہ امتحان نہیں دوں گی، اسکا مطلب ہے میں دوبارہ سے میڈیکل کی تیاری نہیں کروں گی۔" اسنے ایک نیا شوشہ چھوڑا۔

"یہ کیا بات ہوئی بیٹا؟ یہ میرا، تمہاری ماما اور سب سے بڑھ کر تمہارا اپنا خواب تھا کہ تم ڈاکٹر بنو گی۔ پھر کیسے؟" کمال صاحب نے تحمل سے اسکی بیوقوفی کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"بس اب اس خواب کو میں نے دفن کر دیا۔ میں کسی اور فیلڈ میں ایڈمیشن لے لوں گی۔" اسنے گویا اپنا فیصلہ سنایا۔

"لیکن تم ایسا کیوں کر رہی ہو النازـ" اسکی ماما نے بے بسی، تحمل کے ملے جلے جذبات سے کہا۔

"ماما آپ لوگ میرا فیصلہ قبول کر لیں۔ میں آپ لوگوں کو دکھ نہیں دینا چاہتی لیکن اگر آپ لوگ کہتے ہیں تو میں اگلے سال دے دوں گی پھر سے امتحان۔ لیکن میرے دل میں اب وہ خواہش نہیں رہی۔" اسنے اپنے اندر کی توڑ پھوڑ کو چھپاتے ہوئے ٹوٹے پھوٹے لہجے میں بیان کر دیا۔

"کوئی بھی کام دل سے کرنا چاہئے اور اگر تمہارا دل نہیں ہے تو کوئی بات نہیں۔ تم جہاں کہو گی ہم تمہارا ایڈمیشن کروا دیں گے۔ ہم اس فیصلے میں تمہارے ساتھ ہیں۔" کمال صاحب نے اسکا ہاتھ چومتے اسکے فیصلے کو قبول کیا۔

"آئے ایم بلیسڈ تو ہیو یو۔" اسنے انکے گلے لگتے ہوئے کہا۔

"می ٹو۔" انہوں نے اسکی ناک دبائی۔ وہ کھکھلا کر ہنس دی۔ کتنے دنوں بعد وہ ہنسی تھی، کھکھلائی تھی۔

اسکی ماما بس خاموش تماشائی کی طرح کھڑی ہوئی تھیں۔

"اچھا اب تم آرام کرو۔ آگے کے بارے میں شام میں بات ہوتی ہے۔" انہوں نے اسے کہا اور پھر اپنی بیگم کو لے کر کمرے سے نکل گئے۔

وہ دونوں جب اپنے کمرے میں پہنچے تو انکی بیگم ان پر پھٹ پڑیں۔

"آپ ایسا کیسے کرنے دے سکتے ہیں اسے، پورا خاندان جانتا ہے کہ النازڈاکٹر بننے والی تھی۔ اب ہم کیا منہ دکھائیں گے سب کو کہ ہماری بچی ڈر گئی؟ اسلئے اب وہ کہیں اور ایڈمیشن لے رہی ہے اور دوبارہ سے امتحان نہیں دے رہی؟"

کمال صاحب نے انکو کندھوں سے پکڑ کر بیڈ پر بٹھایا اور بولنا شروع کیا۔

"ہم اگر ہماری بیٹی کا ساتھ نہیں دیں گے تو کون دے گا؟ میں اپنی بیٹی کی ہر خواہش کا احترام کرتا ہوں۔ وہ کبھی بھی غلط نہیں سوچے گی مجھے اس پر بھروسہ ہے۔ آپ بھی اس پر بھروسہ رکھیں اور اسکا ساتھ دیں۔ آپ ماں ہیں ابھی جس ذہنی دباؤ سے وہ گزر رہی ہے اسے سب سے زیادہ آپکی ضرورت ہے۔ کتنے بچے اس دباؤ میں آکر خودکشی کر لیتے ہیں۔ کیا ہمیں اپنی بیٹی پیاری نہیں؟ لوگوں کی، خاندان والوں کی باتوں کو نظرانداز کر دیں۔ ہمارے ہر مشکل وقت میں، بڑھاپے میں ہمارے بچے، ہماری بیٹی کام آئے گی، خاندان والے نہیں! اور انکی وجہ سے میں اپنی بیٹی کو جہنم میں نہیں پھینک سکتا۔ اگر اسکا دل نہیں ہے تو کوئی بات نہیں۔ وہ جو چاہے گی کرے گی۔

اسے کبھی ایسا نہیں لگنا چاہئے کہ اسکے باپ نے اسکا ساتھ نہیں دیا۔ میں زندگی کے ہر موڑ پر اسکے ساتھ کھڑا رہوں گا۔ میں اس پر دباؤ ڈال کر اسے خود سے دور نہیں کر سکتا۔ میں اپنی بیٹی سے جدا نہیں ہو سکتا مجھے اس سے بہت محبت ہے۔" جس نرمی و سمجھداری سے وہ سمجھا رہے تھے، اپنی بیٹی کے بارے میں بات کر رہے تھے۔ ہر دیکھنے والے کو رشک آتا۔ وہ ایک آئیڈیل باپ تھے۔

انکی بیگم نے فقط گردن ہلائی اور اپنے شوہر کو دیکھ کر مسکرائیں۔

ماں باپ کو ایسا ہی ہونا چاہئے، اپنے بچوں کے ہر جائز فیصلے کو قبول کرنے والے۔ اگر آپکے بچے آپکے کسی فیصلے سے خوش نہیں ہے تو ان پر دباؤ مت ڈالیں، انہیں وہ کام کرنے پر مجبور نا کریں۔ بلکہ انکی خواہش، انکے فیصلے کو قبول کریں اور زندگی میں آگے بڑھنے میں انکی مدد کریں۔ اگر آپ ان پر دباؤ ڈالتے ہیں تو وہ آپکی خواہش کا احترام کرتے وہ کام کر بھی لیتے ہیں، لیکن پھر انکے دل سے آپکی محبت کم ہو جاتی ہے، وہ آپ سے دوری برقرار کرنے لگتے ہیں۔ اور پھر والدین کو یہ چیز کھٹکتی ہے اور پھر نتیجتاً بچوں اور والدین کے درمیان فاصلے آ جاتے ہیں۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو النازؔ؟" جیزہ نے صدمہ سے کہا۔

"جو تم نے سنا۔" الناز نے کندھے اچکائے۔

"اوہ گاڈ!!۔۔۔۔ مطلب تم کہہ رہی ہو کہ اب ہم ڈاکٹر نہیں بنیں گے؟" جیزہ کی آنکھیں باہر آنے کو تھی۔

"اتنا صدمہ کس چیز کا لگ رہا ہے تمہیں جیزہ؟" النازنے چڑ کر کہا۔

"یار تم ہی بتاؤ، وہ خواب جسے ہم نے مل کر دیکھا۔ اس سے منسلک اور بھی بہت سے خواب ہم بنتے چلے گئے اور پھر اب تم کہہ رہی ہو کہ ہم پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ ہم کمزور نہیں ہے الناز، ہم کرلیں گے۔ ہماری زندگی اس سے منسلک ہے الناز۔ ہم کیسے چھوڑ دیں؟" جیزہ کی آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئی۔

"دنیا میں ڈاکٹر بنناہی تمہاری زندگی نہیں سنوارے گا جیزہ۔ کیوں تم اس چیز کے پیچھے پڑ گئی ہو؟ اور کیا تمہیں یقین ہے کہ اگلے سال جب تم دوبارہ امتحان دوگی تو تم سلیکٹ ہو جاؤ گی؟" وہ اسکی کہنیوں کو پکڑ کر اس سے جھنجھلاتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"ہم کوشش تو کر سکتے ہیں نا۔" جیزہ نے کہا۔

"میں کوشش کے بعد ملنے والی ناکامی کو برداشت نہیں کر سکتی، اسلئے میں کوشش بھی نہیں کرنا چاہتی۔" النازنے اپنا نظریہ بیان کیا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اور اگر تمہیں لگتا ہے کہ تم کوشش کرکے سلیکٹ ہو جاؤ گی تو تم ضرور کرو۔ لیکن اب میرا دل اتر گیا ہے اس انٹری ٹیسٹ سے۔ میں مانتی ہوں کہ میری تیاری میں بھی کہیں نا کہیں کمی رہ گئی ہوگی، لیکن جیزہ تم خود سوچو اتنی محنت کرنے کے بعد ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آیا سوائے ناکامی کے۔" اسنے تھکے تھکے انداز میں کہا۔

جیزہ بس اسکی بات سنے جارہی تھی۔ اسکی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا چل رہا ہے۔

"تم ٹھنڈے دماغ سوچو اگر پھر بھی تمہیں لگتا ہے کہ تم کر سکتی ہو تو تم ضرور کوشش کرو۔ میں تمہیں روکوں گی نہیں۔" وہ اپنا بیگ اٹھا کر مسکراتے ہوئے اس سے کہہ رہی تھی۔

"پھر میں اور تم الگ ہو جائیں گے؟" وہ رونی صورت بنا کر پوچھ رہی تھی۔

النازکی ہنسی چھوٹ گئی کہ جیزہ کو سب بات چھوڑ کر بس اس بات کا دکھ لگ گیا تھا۔

جیزہ مزید خفا ہوئی۔

"لیکن الناز ہم سب کا سامنا کیسے کریں گے کہ ہم ڈاکٹر نہیں بن رہے؟" وہ جزبز ہو کر کہہ رہی تھی۔

"دوسروں کی باتوں کو بھاڑ میں ڈال دو۔ ہم جس چیز میں کمفرٹیبل رہیں گے وہ کریں گے نا۔ کب تک لوگوں کی امیدوں پر پورا اترنے کے لئے اپنی زندگی آگ میں جھونکے گے۔"

"ٹھیک کہہ رہی ہو۔ میں بھی تمہارے پیچھے ہی آؤں گی تمہارے ساتھ۔ امی ابو سے بات کروں گی۔" وہ مسکراتے ہوئے اب الناز کے گلے لگتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ تم میرے ساتھ آؤ۔ میں اکیلے نہیں جاسکتی۔" اب اسکی آنکھیں چمک رہی تھی۔

"چلو اب میں چلتی ہوں۔ امی انتظار کر رہی ہوں گی۔" جیزہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلو۔"

جیزہ سوچوں میں غرق وہاں سے نکل گئی اور الناز ایک نئے عزم، ایک نئے ارادے کے ساتھ وہاں سے نکل گئی۔

وہ ایسی ہی تھی، سب سے منفرد۔ راستہ نا ملنے پر منزل بدل لینے والی!

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

دو مہینے بیت چکے تھے انکی آخری ملاقات کو۔ آج شایان کے دل میں اسکا خیال آیا۔ اس دن کے بعد سے اسنے اسکی ہر حرکت پر نظر رکھی ہوئی تھی۔

اسنے پتا کروایا تھا کہ کیسے وہ بکھر چکی ہے۔ ابتدائی دنوں میں وہ اسکے سارے دوستوں سے اسکا حال پوچھتی تھی، کہتی تھی کہ وہ ایک بار اس سے بات کرلے تو اسکے دل کو سکون آجائے۔

لیکن آج ایک ہفتہ ہو گیا تھا اس بات کو اسنے اسکے کسی دوست سے اسکے متعلق رابطہ نہیں کیا تھا۔ آج اسکا رزلٹ بھی تھا اسلئے وہ کچھ زیادہ ہی بے چین تھا۔ اسے جاننا تھا کہ اسکا کیا رزلٹ آیا ہے۔ جسطرح وہ پڑھائی کو لے کر سنجیدہ تھی وہ خوب جانتا تھا۔ اسنے کبھی شایان کو اپنی پڑھائی پر فوقیت نہیں دی تھی یہی بات اسے بہت چبھتی تھی۔

"مجھے بھی تو پتا چلے مجھے نظر انداز کر کے اسنے کونسے تیر مار لئے۔" وہ خود سے بڑبڑایا اور موبائیل اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"ابھی تک تمہیں کیسے نہیں پتا چلا؟" وہ چیخا۔

"تو پتا کرواؤنا۔ کتنا ٹائم لگے گا۔" اس سے رہا نہیں جا رہا تھا۔

اگر آج اسکے کان یہ سن لیتے کہ اسکا سلیکشن ہو گیا ہے تو یقیناً وہ اپنا ذہنی توازن کھو دے گا۔ اسکا حسد پروان چڑھتا جا رہا تھا اور ذہنی توازن مزید بگڑتا جا رہا تھا۔

جیزہ اور الناز اس وقت ممبئی یونیورسٹی کے گیٹ سے باہر نکل رہے تھے۔ الناز کچھ حد تک مطمئن تھی لیکن جیزہ اب بھی کشمکش میں تھی۔ اسے لگتا تھا کہ انہیں خود کو ایک اور موقع دینا چاہئے تھا۔ انسان کو اتنی جلدی ہار نہیں ماننی چاہئے

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

لیکن النازکا کہنا تھا کہ زندگی میں آگے بڑھو، ہمارے پاس اور بھی مواقع ہیں خود کو ثابت کرنے کے لئے۔ صرف انٹری ٹیسٹ کلئیر کر کے میرٹ لانا ہماری ذہانت کو ثابت نہیں کرے گا۔

"مجھے شایان کا میسج آیا تھا۔" جیزہ نے دھیمی آواز میں کہا۔

"اچھا۔" الناز نے فقط ایک لفظ کہا۔

"پوچھو گی نہیں کیا کہہ رہا تھا۔" جیزہ نے حیرانی سے پوچھا۔ اسکا ردعمل بالکل مختلف تھا۔ ہمیشہ اگر ایسا کوئی موقع آتا تو وہ تجسس سے پاگل ہو جاتی اور جیزہ سے بات نکلوا کر ہی دم لیتی۔ لیکن آج!

"مجھے اب فرق نہیں پڑتا۔" الناز نے بے رخی سے کہا۔ مگر خود وہ ہی جانتی تھی کہ اسنے کس دل سے کہا ہے یہ۔

الناز نے تو اسکا جینا حرام کیا ہوا ہوتا تھا یہ پوچھ پوچھ کر اسکا کوئی میسج آیا یا نہیں اور اب آ گیا تھا تو اسکا یہ جواب سن کر جیزہ کو غوطے ہی لگ گئے۔

"بہن تمہیں بخار تو نہیں ہے نا۔ مطب واقعی تمہیں شایان واصف کی بات سے اب کوئی فرق نہیں پڑتا۔" جیزہ نے باقاعدہ اسکا ماتھا چیک کیا۔

"ہمم۔ نہیں پڑتا اب فرق۔" الناز نے جزبات سے عاری لہجے میں کہا۔

ہائے کتنا انتظار تھا مجھے اس دن کا جب تم اس سے نفرت کرنے لگ جاؤ گی۔" جیزہ نے ڈرامائی انداز میں کہا۔

"میں اس سے نفرت نہیں کرتی جیزہ۔" اب کے اس کا لہجہ بدلہ تھا۔ جیزہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں اس سے نفرت کبھی کر ہی نہیں سکتی۔ جس انسان سے عشق کیا جائے اس سے نفرت نہیں ہوتی۔ چاہ کر بھی نہیں۔" الناز کی آواز غمزدہ تھی۔ اب اسکے پاس غم ہی تو رہ گیا تھا۔ سلیکشن نا ہونے کا غم، محبت ادھوری رہ جانے کا غم، بے وفائی کا غم۔ مگر جدا ہونے کا غم ان سب پر حاوی تھا۔

"وہ اچھا انسان نہیں ہے الناز، وہ تمہارے قابل تھا ہی نہیں۔" جیزہ نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"بھلے وہ کیسے بھی رہتا مگر میرے ساتھ تو رہتا۔ اسکے قریب ہونے کا سہارا ہی کافی ہوتا تھا۔ مگر اب تو سب کچھ ختم ہو گیا ہے۔" الناز نے اپنے آنسو رگڑتے ہوئے کہا۔

آج اس ظالم کی یاد نے پھر سے اسکی خوشیوں پر حملہ کیا تھا۔

"ارے گولی مارو اس بات کو یار۔ گول گپے کھانے چلتے ہیں۔" جیزہ نے اسکا موڈ بدلنے کی غرض سے اسکا ہاتھ پکڑ کر سڑک کے دوسری طرف آ گئی۔

"نہیں کھانا یار۔" الناز اداس ہو چکی تھی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بس کرو الناز یہ سوگ منانا۔ میرا بھی سلیکشن نہیں ہوا لیکن میں نے تین دن سے زیادہ سوگ نہیں منایا اور ایک تم ہو اب تک سوگ منا رہی ہو۔ جبکہ ہم ایڈمیشن بھی لے چکے ہیں۔" جیزہ چڑ گئی۔

"سوگ منانا تو میری قسمت میں لکھ دیا گیا ہے۔ اور میں سلیکشن کا نہیں، بے وفائی، لاحاصل عشق کا سوگ منا رہی ہوں۔" وہ اپنا غبار نکال رہی تھی۔

"کونسی قسمت الناز؟ ایسی قسمت جو تم خود اپنے ہاتھوں سے لکھ رہی ہو؟ سب کچھ تم خود طے کر لیتی ہو۔" جیزہ بھڑک اٹھی۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا؟" النازنے سوالیہ پوچھا۔

"تم کہتی ہو دوبارہ امتحان دینے کے بعد بھی ہمارا سلیکشن نہیں ہو گا۔ یہ تم نے خود ہی لکھانا اپنی قسمت میں۔ قسمت تو جیسے تم دیکھ کر آئی ہونا۔ تم کہتی ہو وہ نہیں ملا تو تمہاری زندگی ایسی ہوگئی ہے۔ کیسے کہہ سکتی ہو تم یہ سب؟ اللہ ہمیشہ بہتر لے کر بہترین سے نوازتا ہے۔ اور وہ تو بہتر تھا بھی نہیں، پھر کس بات کا غم۔" جیزہ پھٹ پڑی۔

"اور یہ کونسی فلسفہ جھاڑ رہی ہو تم کہ تمہیں عشق ہے فلانہ ہے ڈھمکانہ ہے۔ ایسا کچھ نہیں ہوتا۔ یہ سب تمہارے دماغ کا خیالی پلاؤ ہے اور کچھ نہیں۔ بند کرو یہ سب۔"

النازاسکی باتیں سن رہی تھی۔ اور اندازہ لگا رہی تھی کہ وہ شایان سے کتنی نفرت کرتی تھی۔ کاش تھوڑی سی نفرت اسکے دل میں بھی پیدا ہو جاتی تو اسکی زندگی آسان ہو جاتی۔

" صحیح کہہ رہی ہو تم۔ لیکن جب میں دو محبت کرنے والوں کو ساتھ دیکھتی ہوں نا جیزہ۔ تو میرا دل اس بے وفا کو یاد کر کے خون کے آنسو روتا ہے۔ میں کیا کروں تم ہی بتاؤ۔ اس چیز پر میرا اختیار نہیں ہے۔" وہ اپنی بے بسی جیزہ کے سامنے ظاہر کر رہی تھی۔

"تم صبر کرو میری جان۔" وہ اسکا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"انسان کو ہمیشہ اپنے اسے اعلیٰ درجے والے انسان کا موازنہ خود سے کر کے مایوس نہیں ہونا چاہئے کہ اسکے پاس سب کچھ ہے اور میرے پاس نہیں۔ بلکہ اپنے سے ادنیٰ درجے والے انسان کا موازنہ خود سے کرو اور شکر ادا کرو کہ اسکے پاس وہ چیز نہیں ہے مگر تمہارے پاس ہے۔" اسنے اپنی بات جاری رکھی۔ النازاسکی بات سے متاثر ہوئی تھی۔ اسکی باتیں بہت گہری ہوا کرتی تھی۔

"لگتا ہے میری دوست نے پھر کوئی نیا ناول پڑھا ہے۔" النازنے اسکا مذاق اڑایا۔

"یہ میری خود کی سوچ ہے۔ کسی ناول کا ڈائیلاگ نہیں۔" وہ اترائی۔

"تم میری تھیراپسٹ ہو۔ تم نا ہوتی تو میرا کیا ہوتا۔" النازنے اسے مکھن لگایا کیونکہ وہ جانتی تھی اب جیزہ اس سے ناراض ہے۔

"بس بس ناراض نہیں ہوں نہیں تم سے۔ بس تم ان حرکتوں سے باز آجاؤ۔ تمہیں پتا نہیں ہے تم کتنی انمول ہو۔" اسنے پھر سلسلہ کلام جوڑا۔

"کیا کہہ رہی ہو، دماغ تو نہیں پھر گیا تمہارا؟" النازنے اسے عجیب وغریب نظروں سے دیکھا۔

"میں ہمیشہ سے کہنا چاہتی تھی لیکن آج کہہ رہی ہوں۔ الناز تم بیش بہا ہو۔" اسنے دل سے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسکی آنکھوں میں الوہی سی چمک تھی۔ الناز کنفیوز سی اسے دیکھ رہی تھی۔

"بیش بہا کا مطلب جانتی ہو تم؟" جیزہ نے اس سے سوال کیا۔ النازنے نفی میں سر ہلایا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اسکا مطلب ہے بہت قیمتی، انمول، جسکی کوئی قیمت نہیں۔ اور تمہاری کوئی قیمت نہیں ہے الناز۔ تم بہت قیمتی ہو۔ خود کی اہمیت کو پرکھو۔ خود کو تلاش کرو۔ اور پھر تمہیں میری ساری باتیں سچ لگے گی۔" جیزہ کے تاثرات ایسے تھے جیسے ایک ماں اپنے بچے کو اسکی قیمت بتا رہی ہو۔ ان تاثرات کا کوئی مول نہیں تھا۔

اور پھر یہ وہ دن تھا جس دن الناز کا دل پلٹ گیا۔ اسنے ایک مرتبہ پھر اپنا راستہ بدل لیا۔ اسے ایک بار پھر اپنی طلب شدہ منزل نہیں چاہئے تھی۔ اس کا عزم ایک بار پھر بدلا اور یہ عزم اسکی زندگی میں بہت بڑا انقلاب لانے والا تھا۔

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

جیزہ اس وقت اس اسکول کے آڈیٹوریم میں کھڑی تھی جہاں سے اسنے اپنی اسکولی تعلیم مکمل کی تھی۔ وہ نظریں گھما گھما کر چاروں اطراف پیاسی نظروں سے دیکھے جارہی تھی۔ کتنا تبدیل ہوگیا تھا سب کچھ۔

پہلے وہ لوگ اس آڈیٹوریم میں کسی بھی پروگرام کے لئے زمین پر بیٹھتے تھے اور اب وہاں باقاعدہ بچوں کے لئے کرسیاں لگی ہوئی تھی۔ اور سامنے آیک بڑی سی اسکرین لگی ہوئی تھی جس پر انکے اسکول کا نام جگمگا رہا تھا۔

انکے وقت تو ایک پروجیکٹر ہوتا تھا اور وہ بھی کچھوے کی رفتار سے چلتا تھا۔ جب تک وہ اپنا کام شروع کرتا، انکا آدھا پروگرام گزر جایا کرتا تھا۔

سات سالوں میں اسکے اسکول نے بلا کی ترقی کی تھی۔ سات سال!! اسے یقین نہیں آتا تھا کہ اسے اسکول چھوڑے سات سال گزر گئے۔ ایسا لگتا تھا ابھی کل ہی کی تو بات ہے، وہ دو چوٹیاں بنا کر، یونیفارم پہن کر، سارے ہوم ورک سنجیدگی سے کرکے وہ باقاعدہ اسکول آتی تھی۔ اور کالج میں جاکر تو جیسے وہ پڑھائی چور بن گئی تھی۔ نا اسے کالج جانے کا دل کرتا اور نا پڑھنے کا۔ یہ سب سے بڑا فرق تھا اسکے اسکول کے دور اور کالج کے دور میں۔

اسکول جیسے دوست بھی جو ایک بار بچھڑے تو پھر اب کہاں ملتے ہیں۔ سب بچوں کی طرح الوداعی تقریب پر انہوں نے بھی عہد لیا تھا کہ وہ لوگ باقاعدگی سے ملا کریں گے۔ اور آج تک وہ عہد ادھورا ہی رہ گیا۔ بس ایک النازکا ہی سہارا تھا۔ جو اسکول کے دور سے کالج کے دور تک اسکے ساتھ تھی۔ اسکے کالج میں بھی کئی دوست بنے لیکن پھر النازکی بات تو اور تھی!

چند لمحے سر کے اور بچوں کی پیروں کی آہٹ اسے سنائی دی۔ وہ مسکرا دی۔ وہ لوگ بھی ایسے ہی خوش ہوتے تھے اور بھاگے بھاگے آتے تھے جب انہیں پروگرام کے لئے آڈیٹوریم میں بلایا جاتا تھا۔ اسے بھی اپنا وقت یاد آیا۔

لیکن آج وہ ایک طالب علم کی طرح پیچھے بیٹھ کر لوگوں کو مائیک ہاتھ میں پکڑے دیکھ کر انکی تقریر سننے نہیں آئی تھی۔ بلکہ آج وہ خود ایک رول ماڈل، ایک مثالی شخصیت بن کر آئی تھی۔ آج وہ اس اسٹیج پر کھڑے تقریر کرے گی اور بچے بے زاری سے سنیں گے یہ وہ جانتی تھی۔ کیونکہ اسطرح گھنٹوں بیٹھ کر کسی کی کامیابی کی لمبی تقریر سننا کس قدر بوریت کا کام ہوا کرتا ہے۔

بچے اب آپس میں لڑ رہے تھے کہ انکو آگے بیٹھنا ہے، کسی کو کونے میں بیٹھنا ہے، سب کی اپنی اپنی ترجیحات تھی۔

وہ مسکرائے جا رہی تھی۔ انکی ہر حرکات اسے اپنا وقت یاد دلا رہی تھی۔

پھر اچانک ہی اسے النازکا خیال آیا۔ اسنے گردن پھیر کر ارد گرد دیکھا لیکن وہ اسے نظر نہ آئی۔ اسنے موبائل نکال کر اسے کال کرنا شروع کیا۔

"تھوڑی دیر میں پروگرام شروع ہونے والا ہے، کہاں رہ گئی ہو تم؟" وہ دانت پیستے ہوئے گویا ہوئی۔

دوسری جانب سے کچھ کہا گیا جس سے اسکے ماتھے کی شکنیں کچھ اور بڑھی۔

"جلدی پہنچو۔" پھر اتنا کہہ کر اسنے فون رکھ دیا۔

تھوڑی دیر میں مائیک پر اسکا نام پکارا گیا۔ آج وہ یہاں بحیثیت ایک کم عمر سائنسدان اور ایک کم عمر مصنفہ کے طور پر موجود تھی۔

وہ اسٹیج کی طرف بڑھی، مائیک تھاما اور بولنا شروع کیا۔

"السلام علیکم پیارے ساتھیوں اور میرے محترم اساتذہ!" اسنے جوش سے سب کی طرف اشارہ کرتے سلام کیا۔

پورے آڈیٹوریم میں سلام کے جواب کا شور گونج گیا۔

"امید کرتی ہوں کہ آپ سب خیریت سے ہوں گے اور میری تقریر شروع ہونے کا بے صبری سے انتظار۔۔۔۔" اسنے وقفہ لیا۔ "نہیں کر رہے ہوں گے۔" پھر بلند اور خفا آواز میں کہا۔

پورے ہال میں ہنسی گونجی اور "نہیں نہیں" کا شور مچ گیا۔

وہ ہنسی اور پھر اپنی بات جاری رکھی۔

"میں ایک young scientist اور ایک کم عمر مصنفہ کے طور پر جانی جاتی ہوں۔ میں نے اب تک صرف تین ہی تحریریں لکھیں لیکن ان کو بہت سراہا گیا۔ اور سائنسداں بننے کا سفر تو بہت کٹھن رہا۔" یہ کہتے اسکی آواز بھرا گئی۔

لوگوں کے چہرے کی ہنسی غائب ہوگئی اور انکی پوری توجہ اب جیزہ کی طرف تھی۔

"میں نے ایس-ایس-سی کلیئر کرنے کے بعد سائنس کے شعبے میں داخلہ لیا اور ڈاکٹر بننے کا خواب دیکھا۔" پورے ہال میں چہ مگوئیاں ہونے لگی۔

"ہاں جانتی ہوں آپ سب کنفیوز ہو رہے ہوں گے کہ میں تو ایک سائنسدان اور مصنفہ ہوں۔ بھلا اسکا ڈاکٹر سے کیا تعلق؟" وہ لوگوں کے سوالوں کو اچھی طرح سے جانتی تھی۔

"کہانی بہت لمبی ہے لیکن آپکو میں مختصر ہی سناؤں گی۔ آپ میں سے سینئر اسٹوڈنٹس جانتے ہوں گے کہ ڈاکٹر بننے کے لئے ہمیں ایک اینٹری ٹیسٹ کلیئر کرنا پڑتا ہے۔ کیا کوئی بتائے گا کہ اس ٹیسٹ کا نام کیا ہے؟" اسنے مائیک سامعین کی جانب کیا۔

"نیٹ(NEET)۔کچھ آوازیں گونجی۔وہ مسکرائی۔

" صحیح کہا۔یہ وہ مشکل ترین مرحلہ ہوتا ہے جس میں ہم پوری جان کی بازی لگادیتے ہیں تا کہ ہم گورنمنٹ کالج میں داخلہ لے سکیں۔لیکن آپ جانتے ہیں پھر بھی ہم ناکامیاب ہو جاتے ہیں۔"پورے ہال میں ایک مرتبہ پھر سناٹا چھا گیا۔

"میں نے ڈاکٹر بننے کا خواب دیکھا تھا اپنی عزیز ترین دوست کے ساتھ۔جو اس وقت یہاں موجود ہے۔"اسنے آنکھوں سے النناز کی طرف مسکراتے ہوئے کہا۔النناز نے سر کو خم دیا۔

"اور میں اپنی یہ کہانی اسے اسٹیج پر بلا کر جاری کرنا چاہوں گی۔"سامعین نے تجسس سے گردن موڑ کر اسکی دوست کو تلاشنا چاہا۔پھر سب کی دید نے ایک ہیزل آنکھوں والی خوبصورت لڑکی کو نمودار ہوتے ہوئے دیکھا۔وہ دھیمی چال چلتے سب کی طرف جواباً مسکراتے ہوئے اسٹیج کی طرف بڑھ رہی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

آخر کار اسٹیج پر پہنچ کر اسنے مائیک سنبھالا اور گلا کھنکار کر سامعین سے مخاطب ہوئی۔

"السلام علیکم میرے پیارے ساتھیوں اور معزز اساتذہ!"مسکراتے ہوئے اسنے سب پر نظر ڈالی۔ان سب کا جوش عروج پر تھا۔اساتذہ کے چہروں پر فخریہ مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔

" کبھی میں بھی آپکی جگہ ہوا کرتی تھی،اور یہ خواب دیکھا کرتی تھی کہ ایک دن میں بھی اپنی کامیابی کے قصے اس اسٹیج پر کھڑے رہ کر سناؤں گی۔اور الحمدللہ آج میں یہاں ہوں۔"اسنے مسرت سے ٹھہر ٹھہر کر اپنا جملہ مکمل کیا۔

"تو پھر میری اور جیزہ کی ادھوری داستان کو مکمل کرتے ہیں۔"اسنے ہلکی سی بلند آواز میں کہا تو بچوں میں اچانک ہی جوش آگیا اور انہوں نے اپنا سارا دھیان جیزہ اور النناز کی طرف کر لیا۔

"جیسا کہ آپکو جیزہ نے بتایا میں نے اور اسنے ساتھ ڈاکٹر بننے کا خواب دیکھا تھا۔ لیکن وہ خواب ادھورا رہ گیا۔" وہ جملے کے نشیب و فراز کی تال میل کو جوڑتے کہے جا رہی تھی۔

"ایسا نہیں تھا کہ ہم نے کوشش نہیں کی۔ ہم نے کوشش کی، محنت کی، دعائیں کی۔ لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا اور وہ ساری محنت رائیگاں چلی گئی۔" سب کے چہروں کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔

"میں نے اور الناز نے اپنے خواب کی تکمیل کے لئے دن رات محنت کر کے نیٹ (NEET) کا امتحان دیا۔ اور ہمیں یقین تھا، اپنی محنت پہ اعتماد تھا کہ ہم اس اینٹری ٹیسٹ کو کلئیر کر لیں گے۔ لیکن سب کچھ ہماری سوچ کے خلاف ہوا۔" اب جیزہ نے بولنا شروع کیا تھا۔

"ہم نے امتحان دیا اور رزلٹ کا انتظار کیا۔ اور جب رزلٹ آیا تو ہمیں پوری دنیا اپنی آنکھوں کے سامنے گھومتی ہوئی نظر آئی۔ کیونکہ ہمارا سلیکشن نہیں ہوا تھا، ہم میرٹ نہیں لا پائے۔" جیزہ نے آنکھوں میں آنے والے پانی جو باہر آنے سے روکا لیکن پھر بھی اسکی آواز بھرا گئی۔

"پھر میں نے ٹھان لی اور الناز سے کہا کہ ہم اگلے سال پھر سے امتحان دیں گے، اپنی قسمت آزمائیں گے۔ کیونکہ اپنا خواب ہمیں پورا کرنا ہے۔" اسنے الناز کی طرف دیکھا، الناز نے سر کو خم دیا۔ پھر وہ سامعین کی جانب متوجہ ہوئی۔

"لیکن الناز نے اپنا ارادہ بدل لیا تھا اور جہاں الناز نہیں ہو گی وہاں میں کیسے ہو سکتی تھی۔ اسلئے ہم نے اپنی منزل بدل لی۔ کیونکہ الناز ایسی ہی ہے، "راستہ نا ملنے پر منزل بدل لینے والی۔" اسنے جوش سے کہا تو سب بچوں اور اساتذہ نے زوردار تالیاں بجائی۔

"پہلے پہل تو میں نہیں مانی کہ ہم ایسے کیسے پیچھے ہٹ سکتے ہیں۔ لیکن النازنے مجھے سمجھایا اور حوصلہ دیا کہ جہاں وہ میرے ساتھ ہو گی تو کسی اور کی کیا ضرورت؟ پھر ہم نے اپنی نئی منزل تلاش کی، پھر ہر موڑ پر کامیابی نے ہمارا استقبال کیا اور آج ہم آپکے سامنے ہیں۔" اسنے یہ کہتے ہوئے اپنی بات ختم کی۔

"میں ہمیشہ سوچتی تھی کہ انسان اپنے ارادوں سے کیسے پیچھے ہٹ سکتا ہے، کوئی اپنے خواب کو ادھورا کیسے چھوڑ سکتا ہے۔ میں رہوں گی تو میں ایسا نہیں کروں گی۔ پھر بھلے ہی مجھے زندگی کیوں نا صرف کرنا پڑے۔ لیکن جب پھر خود پر یہ چیز آئی تو میں نے بھی قربانی دینا سیکھ لی۔ میں نے بھی سیکھ لیا کہ کیسے اپنے ارادوں سے پیچھے ہٹا جاتا ہے۔" اب النازکے اندر کا موٹیویٹر جاگ چکا تھا اور اب وہ بولنا شروع ہوئی تھی۔

"اپنے خوابوں کو ادھورا چھوڑنا بہت اذیت ناک ہوتا ہے لیکن میرا یقین کریں کہ اگر آپ قربانی دے رہے ہیں تو اسکا اجر آپکو ضرور ملے گا۔ بس آپکو صبر کرنا ہے، انتظار کرنا ہے۔ پھر سب کچھ آپکی مٹھی میں ہو گا۔ جیسا آپ چاہیں گے ویسا ہو گا۔" وہ ٹھہری اور پھر سب کی جانب دیکھا۔

"کبھی آپکا حوصلہ ٹوٹے یا کبھی آپکا اعتبار ٹوٹے تو کسی کا انتظار مت کیجئے کہ کوئی شہزادہ آئے گا اور وہ آپکو سمیٹ لے گا۔ ایسا نہیں ہوتا میری لڑکیوں! اپنے آپکو بذاتِ خود HEAL کرنا پڑتا ہے۔ آپ کے لئے کوئی نہیں آئے گا کیونکہ جو کرنا ہے آپکو خود ہی کرنا ہے۔ اپنا شہزادہ آپکو خود ہی بننا ہے۔" سب نے ایک مرتبہ پھر زوردار تالیاں بجائیں۔ اسکے الفاظ میں جادو تھا جو سب کو اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا۔

"یہ بات مجھے میری دوست نے سکھائی تھی۔" اسنے جیزہ کی طرف دیکھا اور اپنی بات جاری رکھی۔

اسکا کہنا ہے کہ کوئی انسان آپکے پاس ہمیشہ نہیں رہتا۔ کوئی ہمیشہ آپکا بن کر نہیں رہتا۔ اگر کوئی ہے جو آپکے پاس ہمیشہ رہے گا تو وہ آپ خود ہیں۔" پھر انگلیوں سے ان سب کی طرف اشارہ کرکے اپنی بات سمجھائی۔

"ہمیشہ خود پر اعتبار کریں، خود کا حوصلہ کبھی ٹوٹنے نا دیں۔ اپنے آپ کو مضبوط بنائیں تا کہ کسی اور کی ضرورت محسوس ہی نا ہو۔" اسنے جوش سے چلاتے ہوئے کہا۔ بچوں کے اندر بھی جوش آگیا اور انہوں نے گرجدار آواز میں تالیاں بجائی۔

"آخر میں میں اپنی دوست کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جس نے بچپن سے لے کر آج تک زندگی کے ہر موڑ پر میرا ساتھ دیا، مجھے حوصلہ دیا، جب میں ٹوٹ کر بکھر گئی تو مجھے اپنے آنچل میں سمیٹ لیا اور کسی کو خبر تک نا ہونے دی۔ اگر ہم آج یہاں کامیاب آپکے سامنے کھڑے ہیں تو وہ ایک دوسرے کی وجہ سے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کے soulmate ہیں۔ ہمارا ایک دوسرے کے بغیر کوئی وجود نہیں۔" یہ کہتی ہوئے اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور جیزہ نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگالیا۔

اساتذہ سمیت سب بچوں کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے اور کھڑے ہو کر سب انکے لئے تالیاں بجائی۔ جیزہ اور النازدیکھ سکتے تھے کہ کتنے لوگ تھے جو تالیاں بجا رہے تھے، انکی کامیابی پر خوش ہو رہے تھے، ان پر فخر محسوس کر رہے تھے۔ اس دن کا تو انہوں نے سالوں سے انتظار کیا تھا اور آج وہ انتظار بھی ختم ہوا۔ انکی ہر خواہش قبول کرلی گئی تھی!

وہ جو کہتی تھی بنے گی عظیم،

پھر کیوں آگئی خوابوں میں ترمیم،

وہ جو چاہتی تھی ابھرنا

پھر کہاں سے سیکھ لیا بکھرنا،

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

کیوں پڑ گئی وجود میں کرچیاں

کیوں بندھ گئی یوں ہچکیاں،

کون مناتا ہے یوں سوگ

کیوں لگا لیا ایسا جوگ،

کوئی سمجھائے کہ

وہ ہے سماج کا فخر

کیوں پھر رہی ہے دربدر،

کرے وہ کام جو اسنے ٹھانا تھا

کہ اس حوصلے کو پھر سے جگانا تھا۔!!

~حمیرا خان

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اس ظالم کی یاد آج بھی ستاتی ہے۔ جانے کیوں وہ مجھ سے منہ موڑ گیا۔ میں سوچتی تھی کہ کہاں کمی رہ گئی تھی میری محبت میں، پھر سمجھ آیا اسے تو ضرورت ہی نا تھی اس محبت کی۔ آج تک یہ وجہ نہیں جان پائی کہ اسنے جدا ہونے کے

لئے جھوٹ کا سہارا کیوں لیا؟ وہ سچ بھی تو کہہ سکتا تھا۔ اس دن کے بعد سے وہ آج تک نہیں پلٹا اور میرے نفس نے مجھے پہل کرنے کی اجازت نہیں دی۔

اب اس سے بات کرنا، اسکے سامنے گڑ گڑانا مجھے اپنی توہین لگتی ہے۔ آج بھی کہیں دل کے کسی کونے میں یہ خواہش جاگتی ہے کہ وہ کبھی ملے تو میں اپنا غبار نکال سکوں۔

لیکن یہ خواہش ادھورہ ہی اچھی۔ میں کمزور نہیں پڑنا چاہتی۔ اسکی بے وفائی نے زندگی پر بڑا گہرا اثر چھوڑا۔

میں اپنے خواب سے پیچھے ہٹ گئی۔ پتا نہیں بس اسکے بعد سے میں نے اپنی ساری خواہشوں کو ادھورا رکھنا چھوڑ دیا۔

قدرت نے مجھے ایک امتحان میں ڈالا اور بقایا میں نے خود کو دئے، خود کو آزمانے کے لئے کہ میں اپنی بات پر قائم رہ سکتی ہوں یا نہیں۔ میرا بکھرا وجود دیکھ کر بھی اسے ترس نہ آیا تو اور کیا شکوہ کرنا۔ جیزہ کہتی ہے کہ اس سے نفرت کرنا شروع کردو، لیکن کیا یہ اتنا آسان تھا۔ میں تو چاہ کر بھی اسے بھول نہیں پارہی ہوں۔ یادوں میں تو وہ آج بھی زندہ ہے مگر دل کے جس مقام پر وہ تھا وہ حصہ ہی دفن کردیا۔ اس امید پر ہوں کہ کبھی تو مجھے صبر آجائے گا، کبھی تو میرے زخم بھر جائیں گے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

آج رات مجھے پھر سے sleep paralysis ہوا تھا۔ ناجانے یہ چیزیں کہاں سے اور کیوں میری زندگی میں آگئی ہیں۔ رات کو اذیت اس قدر تھی کہ کب آنکھ لگ گئی پتا ہی نہیں چلا۔ دعا پڑھنا بھی یاد نہیں رہا شاید اس وجہ سے اس چیز نے پھر مجھے جکڑ لیا۔ ان چیزوں کی وجہ میں آج تک نہیں جان پائی کہ یہ کیوں ہوتا ہے؟

کسی دوسرے ڈاکٹر کے پاس جا کر اپنی حالت بیان کرنے میں جھجک محسوس ہوتی ہے۔ اگر ڈاکٹر بن گئی ہوتی تو شاید خود ہی جان جاتی۔ ہر پل مجھے اپنے ادھورے خواب ستاتے ہیں۔ لیکن دنیاوالوں کے سامنے میں نے خود پر خول چڑھالیا ہے۔ اور اس خول کے باہر میں نہیں نکلتی۔

لوگوں کو لگتا ہے کہ میں آگے بڑھ چکی ہوں، اپنی کامیابی کی طرف قدم بڑھالئے ہیں میں نے۔ لیکن مرضِ عشق نے میرے وجود کی دھجیاں اڑادی۔ میں خود کو برباد کرگئی۔

اپنے وجود کی کرچیوں کو بے دردی سے کچل دیا جس میں میرے اپنے ہاتھ ہی زخمی ہوئے۔ لیکن مجھے ان زخموں کی کوئی پرواہ نہ رہی۔ کیونکہ میں عادی ہوگئی ہوں درد سہنے کی، ناکامی سہنے کی۔ آج بھلے ہی میں ایک کم عمر سائنسداں، ایک کم عمر موٹیویٹر کے القابات سے نوازی جارہی ہوں۔ مگر وہ ڈاکٹر نا بننے کا دکھ آج بھی دل کے گوشے میں موجود ہے۔ وہ راستہ میں نے خود ہی چھوڑا لیکن پھر بھی ملال ہوتا ہی کہ کیوں چھوڑا تھا۔

ایک بار مزید کوشش کرنے میں حرج ہی کیا تھا۔ لیکن ایسا آج کی الناز سوچتی ہے۔ اس وقت کی الناز کا ذہن مفلوج تھا۔ خیر اسکی بے وفائی اور میرے دکھوں سے تو اس ڈائری کا ہر ایک صفحہ واقف ہے۔ اس ڈائری نے، اس قلم نے اور سب سے بڑھ کر جیزہ نے ہی تو ہر جگہ میرا ساتھ دیا تھا۔ یہ تین چیزیں میرے لئے انمول ہیں۔ اس ڈائری کے آخری صفحات چل رہے ہیں مگر ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ میرے آخری ایام چل رہے ہوں۔ پھر سے میرے زخموں کو ادھیڑا گیا کیونکہ آج میری مایوں کی تقریب ہے۔ دو دن بعد میں اس گھر سے رخصت ہو جاؤں گی۔ اور زخم ادھیڑنے سے مراد یہ ہے کہ میرا ہونے والا شوہر ڈاکٹر ہے، ایک کامیاب ڈاکٹر۔ کتنی عجیب بات ہے نا۔ اب تک جس چیز سے میں کتراتی پھر رہی تھی اب اسکے ساتھ زندگی گزارنی ہوگی۔ یہ بھی ایک نئی آزمائش ہے۔

آج اس بے وفا کا ذکر میں آخری دفعہ کر رہی ہوں۔ آج کے بعد اسکا نام، اسکا ذکر اپنی زبان پر نہیں لاؤں گی۔ کیونکہ میں نے کبھی بے وفائی نہیں کی۔ اور میں اپنے ہونے والے شوہر جو اب میرا شریکِ حیات ہو گا اسکے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کروں گی۔ یہ میرا خود سے وعدہ ہے۔

میں امید کرتی ہوں کہ مجھے میرے صبر کا پھل ملے گا۔ اس جہاں میں نا سہی کسی اور جہاں میں!

خدا حافظ ڈائری"

پھر دھیرے سے اس ڈائری کو بند کرتے، اس پر آخری دفعہ ہاتھ پھیرتے، قلم بند کرتے اسنے وہ دونوں چیزیں دراز میں رکھ دی۔ اب ان چیزوں کی اسکی زندگی میں کوئی جگہ نہیں رہ گئی تھی۔ ان چیزوں کو اب ہمیشہ کے لئے بند ہونا تھا۔ زندگی کا یہ باب بھی ختم ہوا۔

اور امید ہے کہ نیا باب خوشیوں بھری زندگی لے کر آئے گا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

(ختم شد)

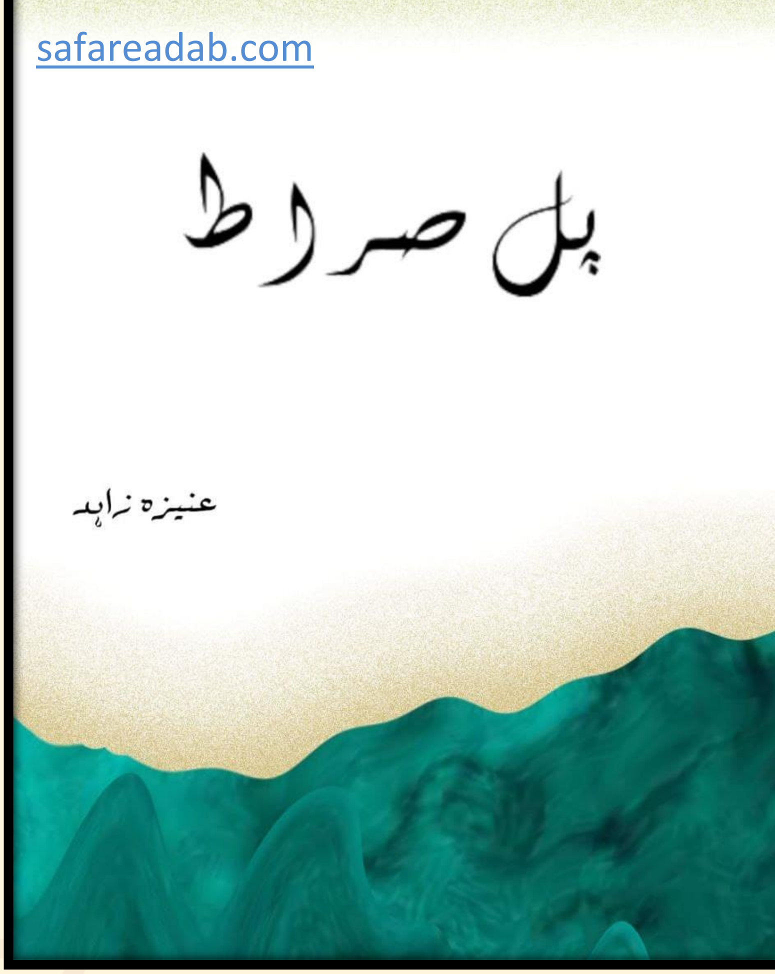

"تم مجھے ایک برا انسان سمجھتی ہو نا۔ مجھے پہچاننے میں تم سے ذرا سی غلطی ہو گئی۔ میں صرف برا نہیں، ایک بدترین انسان ہوں۔" وہ گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے ایک ٹرانس میں کہہ رہا تھا۔ شراب گلاس سے باہر گرنے لگی تھی پر اسے تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے وہ گلاس اٹھایا اور اسکی طرف دیکھا۔

وہ خوف سے اپنی جگہ پر سمٹی۔ "کیا کہہ رہی تھی تم؟ اس وقت تمہارا کوئی موڈ نہیں ہے مجھ جیسے شرابی کے منہ لگنے کا؟" وہ خود سے سوال کرتا، خود سے جواب دیتا اس کے قریب بیٹھا۔ "اور یہ کہ میں نشئی ہوں؟ آج تمہیں بھی شراب کی لذت چکھاؤں گا۔" اس نے گلاس منال کے منہ کے قریب کیا۔

☆☆☆

'کبھی تو تو بھی محبت کرے گا۔'

فاران احمد نے محبت کی تھی!

'تو بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہے گا۔۔'

اس نے بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہا تھا۔

اور پھر۔۔۔ پھر وہ تجھے چھوڑ جائے گی۔'

اور پھر وہ اسے توڑ گئی۔

'پھر میں تیرے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ دل پہ مت لے۔ وہ چلی گئی تو کیا ہوا، کوئی اور آ جائے گی۔'

اسکے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ اس نے آنے ہی نہ دیا۔

"یہاں دستخط کرو غازہ ! "کاغذ غازہ کے سامنے کرتے ہوئے انہوں نے کہا تو غازہ نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس اجنبی شخص کو دیکھا جس سے ابھی وہ چند گھنٹوں پہلے ملی تھی۔ ان چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس شخص کو اس کا مختار بنا ڈالا تھا۔ زندگی میں پہلی بار قلم پکڑتے ہوئے غازہ کے ہاتھ بُری طرح کانپ رہے تھے۔ وہ تو با آسانی قلم تھام کر شفاف کاغذ پر آڑھی ترچھی لکیریں کھینچ کر بہت سارے خاکے بنا لیا کرتی تھی، کچھ دھندلے ہوتے تو کچھ میں پہلی ہی جست میں جان موجود ہوتی۔

"تم رشتے کھونے سے ڈرتی ہو غازہ ! "سبیکہ کا چند روز قبل کہا گیا جملہ کان کے پردے پر ابھرا تھا۔

"سچ کہا تھا تم نے میں رشتے کھونے سے ڈرتی ہوں سبیکہ ! اور یہ نیا ادھورا رشتہ بھی شاید میں کھونے کے لیے ہی بنا رہی ہوں۔" دل میں اس کے کہے کا جواب دے کر اس نے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا۔ عجیب بات تھی وہ ایک کاروباری شادی کے لیے دلہن بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"میری زندگی برباد کر کے تم یہاں سکون سے سو رہی ہو۔ شام سے مینو مجھے فون کر رہی ہے اور میں اس کا فون نہیں اٹھا رہا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں اس سے بے وفائی کرنے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو چاہا ہے اور تم زبردستی ایک بزنس ڈیل کی طرح میرے سر پر آ گئی ہو۔" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے اندر کا سارا انتشار اس پر انڈیل رہا تھا۔ غازہ خاموشی سے بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے واقعی ہی اس شخص پر ترس آیا تھا جس کی محبت آباد ہونے سے پہلے ہی اس کے باپ نے اجاڑ دی تھی۔ وہ بستر سے اتر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں بہت تلخ ہو چکی ہوں کلیج ! جانتے ہو کیوں؟" اس نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی آہستگی سے کہا تھا۔

"کیونکہ اس دنیا اور معاشرے کی سفاکی آپ کو تلخ بنا دیتی ہے۔ اول تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کسی سے کمیٹڈ ہو اور بالفرض اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو تب بھی میں وہاں کچھ نہیں کر پاتی۔ میں یہ کاغذی تعلق تب بھی نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری مجرم میں نہیں ہوں کلیج ارسلان ! بلکہ اپنے مجرم تم خود ہو۔ مینو کے مجرم تم ہو جو محض اپنے باپ کی لالچ کے ہاتھوں اپنی محبت پر ایک کاغذی سوتن لے آیا۔" وہ سینے پر بازو لپیٹے انتہائی تلخی سے کہہ رہی تھی جبکہ کلیج بس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"جانتے ہو میرے لیے اب محبت کیا ہے۔" وہ آنسوؤں کو بمشکل روکے ہوئے تھی۔ "م جس سے (ال) مالک شروع ہوتا ہے، ح جس سے (ال) حلیم شروع ہوتا ہے، ب جس سے (ال) باری اور ت سے تمنا (وہ جو اللہ سے کی جاتی ہے) شروع ہوتی ہے۔۔ بس یہی ہے میرے نزدیک محبت!" وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔ "ایک وقت تھا تم میری تمنا تھے مگر اب صرف ایک ہی تمنا ہے میری۔۔۔ اللہ۔۔۔ بس اللہ۔۔!" وہ رکی اور گہرا سانس لے کر بولی۔ "ایک بار بھابھی نے کہا تھا کہ ایک بار جو چڑھ جائے رنگِ حبِّ الٰہی تو اترتا نہیں۔۔۔! ہاں وہی رنگ چڑھ گیا ہے مجھے۔" وہ زید کی خاموشی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اب ایک آخری جملہ رہ گیا تھا کہنے کو۔ وہ ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی تھی کہ زید بولا۔ "تمنا تمہیں نہیں بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہارا ہوں، تمہارا تھا، اور تمہارا ہی رہوں گا۔ شوہر کی تمنا بھی ہوتی ہے بھلا کسی کو۔" وہ مسکرانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"شوہر کے غیر محرم ہونے میں بس ایک دستخط کی دیر ہوتی ہے۔" وہ سنگدل ہو چکی تھی۔ دوسری جانب زید کو دھچکا لگا تھا۔

☆☆☆

"مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔" اسے جھٹکا لگا کیا وہ جان گئے تھے۔ وہ ذرا بوکھلا گئی مگر جھوٹ وہ نہیں بولنا چاہتی تھی۔

"جی، مگر آپ سے کس نے کہا؟" اس نے لکھ ہی دیا۔

"وہ اہم نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کا نام کیا ہے؟" وہ کچھ مزید بوکھلائی۔ اب کیا کرے؟

"میں نہیں بتا رہی۔ ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔ میں ایسے تو نام نہیں بتا سکتی نا؟" اسے یہی جواب ٹھیک لگا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ تاثر دے گی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔ اب جھوٹ ہے تو جھوٹ سہی۔ شرم سے تو بچ جائے گی نا۔

"ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔" وہ گھبراہٹ میں پگھل رہی تھی جلتی موم کی طرح۔

اچھا اتنے پُر یقین ہیں تو بتائیں نام؟" اس نے ڈرتے ڈرتے ٹائپ کیا۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے ہی پسند کرتی ہو، آئمہ۔" وہ دم بخود رہ گئی۔ آخر وہ کیسے جان سکتے تھے؟ ور اگر وہ جانتے تھے تو کب سے جانتے تھے؟ وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔

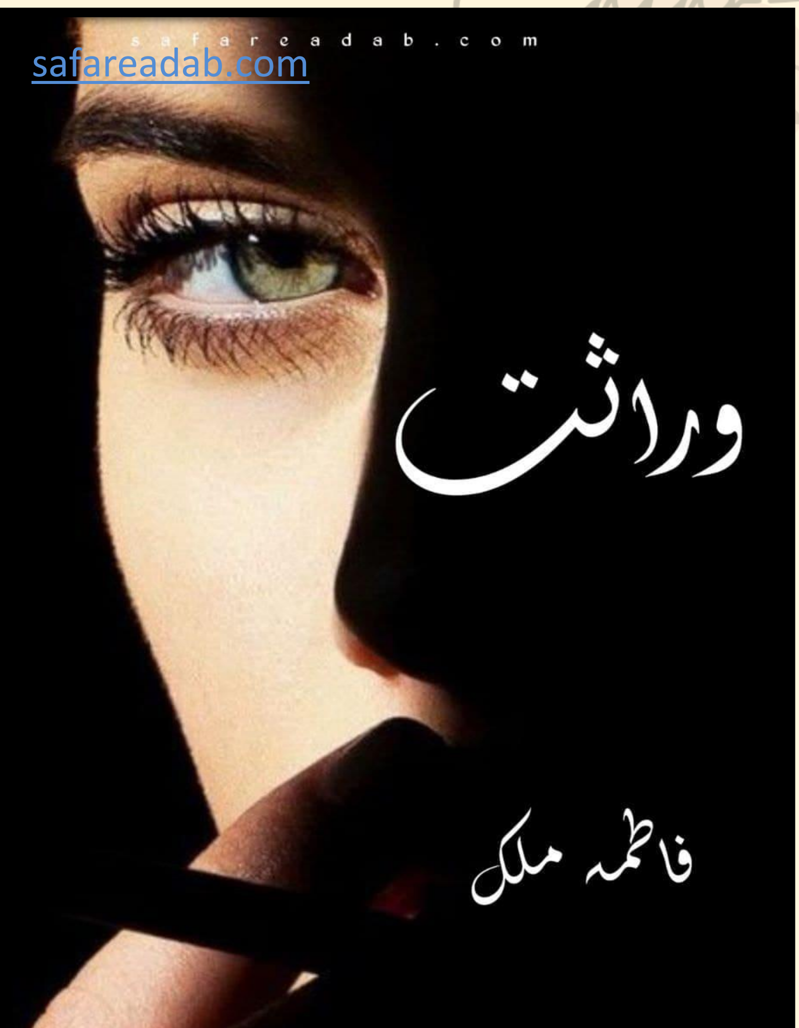

"اگر تمہاری مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور تمہیں موقع ملتا تو کیا تم حسن خان کو اپنا لیتی؟"

رقیہ الجھ سی گئی۔ "میں سمجھی نہیں آپ کی بات کا مطلب۔"

وارث جان نے بہت سوچنے کے بعد سوال کا انداز بدل دیا۔ "تمہیں مجھ میں یا حسن خان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو کسے چنو گی؟"

رقیہ وارث کے اس سوال پر ناراض ہو گئی۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔ یہ کیسا عجیب سا سوال ہے۔۔ آپ شوہر ہیں میرے اور وہ کوئی نہیں میرا۔ بس ساتھ پڑھتا ہے اور اچھا کلاس فیلو ہے۔ اس کا آپ سے کیا مقابلہ بھلا!!"

وارث جان ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔ "رقیہ میں صرف اور صرف تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم حسن خان کے ساتھ کو پا کر خوش رہ سکتی ہو تو۔۔۔" اس کے باقی ماندہ الفاظ اندر کہیں دب کر رہ گئے تھے۔ رقیہ جو وارث جان سے کبھی اونچی آواز میں بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے وارث جان کے گال پر زوردار تھپڑ مار دیا۔۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیسے اس کا ہاتھ وارث پر اٹھ گیا۔۔

☆☆☆

"امبر تم نے کہیں رقیہ کو دیکھا ہے۔ مجھے گیٹ سے پتا چلا کہ رقیہ آ چکی ہے۔" رقیہ کی حسن کی طرف بیک تھی۔ رقیہ مسکراتے ہوئے پلٹی اور حسن خان وہیں دل تھام کر کھڑا ہو گیا۔ "اف۔۔ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔" اس سے پہلے کہ حسن خان مزید کچھ اور کہتا رقیہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن خان کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ آج وہ رقیہ کو پا لینے کے جنون سے آیا ہے۔ حسن خان کے ساتھ اس کی والدہ بھی تھیں۔ انہوں نے رقیہ کے لیے تعریفی جملے کچھ اس طرح کہے۔ "بہت خوبصورت ہو تم اور آج تو بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو۔ جانتی ہو آج حسن مجھے کیوں لایا ہے اپنے ساتھ؟؟" ابھی وہ مزید کچھ کہتیں کہ رقیہ نے مسکرا کر حسن کو مخاطب کیا۔

"حسن ان سے ملو میرے ہسبنڈ۔ سردار وارث جان۔" حسن کی آنکھیں پھٹ سی گئیں وہ بے اختیار بولا "کیا؟؟ کیا کہا ہے تم نے۔۔۔؟؟ کون ہے یہ؟؟۔۔۔ مطلب تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے ان کا؟؟؟"

ناول ابابیل کی ایک جھلک

"یہ دن میں کتنی مرتبہ اپنے باپ سے ملتی ہے۔ اللہ اللہ یا' اللہ اللہ!" وہ بڑبڑا کر رہ گیا۔ بہار نے خاموش نظروں سے اسے دیکھا اور کھانا کھاتی رہی۔ حلیل نے وہاب کو کوئی اشارہ کیا اور وہ وہاں سے اٹھا اور ساتھ ہی ہادی کو کھڑا کیا۔ بہار نے کچھ نہیں کہا۔ وہ دونوں بھی چلے گئے تو حلیل سعدی نے اسے دیکھا۔ وہ ہنوز اپنے کھانے کی جانب متوجہ تھی شاید آج سے پہلے اتنا اچھا کھانا نہیں کھایا تھا۔

"صرف اتنا بتا دیں کہ یہ شادی کیوں کی؟ آپ جانتی تھیں میں ایمرے کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ آپ وکیل ہیں' لفظوں کی ہیرا پھیری سے خوب واقف ہیں' اپنے باپ کو منع کر سکتی تھیں لیکن آپ نے نہیں کیا۔ آپ کینہ پرور اور انتقامی مزاج کی ہیں نہیں، محبت آپ کو مجھ سے ہو نہیں سکتی۔ نفرت آپ سوچ سمجھ کر کرتی ہیں تو یہ شادی کیوں کی؟" وہ کانٹے سے مچھلی کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہوئے نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

بہار نے سر نہیں اٹھایا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING

"ایک لمحے کو فرض کرتے ہیں کہ آپ نے میری محبت میں مجھ سے شادی کی ہے تو ایک سوال کا جواب دیں' کیا میں اتنا ہینڈسم ہوں؟" بہار نے اب کی مرتبہ سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ جاذب نظر تھا' باوقار تھا' ذات میں ٹھہراؤ تھا' مسکراہٹ جان لیوا تھی لیکن... بہار کے دل میں اسے دیکھ کر کوئی جذبہ کیوں اجاگر نہ ہوا؟

"بچوں کا روم اوپر سیٹ کر دیا ہے۔ تمہارے لیے گیسٹ روم تیار کروا دیا ہے اور اگر یہاں سے جانا چاہو تو کوشش کرنا سیلن کی نظروں میں نہ آؤ اور ہاں کوشش کرنا مجھے دوبارہ سیلن کے ساتھ گپیں لگاتے نظر نہ آؤ' کچھ شرم کرو وہ شادی شدہ ہے۔" آخری بات پر حلیل سعدی کا دماغ بھک سے اڑا۔ وہ نکاح کے چند گھنٹوں بعد اسے ایسی عورت سے دور رہنے کا کہہ رہی تھی جسے وہ ایک مافیا باس کی بیٹی اور دوسرے مافیا باس کی بیوی کی حیثیت سے زیادہ نہیں جانتا تھا اور اس سے چند پل بات کیا کر لی بہار اس پر شک کرنے لگی تھی۔ حد ہے!

"یعنی یہ محبت کی شادی تھی۔ مجھے سن کر اچھا لگا بہار اور تمہارے ساتھ ازمیر لانگ ڈرائیو پر چلنے کا تو مزہ ہی کچھ اور ہو گا۔ بس کوشش کرنا تین گھنٹے سوئی مت رہنا۔" وہ شرارت سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے بہت کچھ یاد آیا تھا۔ وہ ایک دم سے اتنے دوستانہ انداز میں بولا جیسے ان دونوں کی بڑی پرانی دوستی ہو۔

"شٹ اپ۔" وہ غصے سے پیر پٹختی ڈائننگ ہال سے نکل گئی۔ وہ اس کے چلے جانے کی یقین دہانی کرنے کے بعد اٹھا اور گھر کے چند کونوں پر انگلی کی پور جتنے منی کیمراز فٹ کیے اور ہلکا سا پردہ کھسکا کر باہر کی جانچ پڑتال کی۔ سب سیٹ تھا۔ وہ گنگناتا ہوا باہر نکل گیا۔

Safa-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

مکمل ناول فری میں پڑھنے کے لیے یہاں کلک کریں۔

safareadab.com

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کاروائی کی جا سکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب